

جلد 15 شماره 8 اگست 2013 رمضان اشوال 1434ھ



ماہنامہ

# فلاح آدمیت

## سلسلہ عالیہ توحید کا تعارف اور اغراض و مقاصد

◆ سلسلہ عالیہ توحید یہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر، مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔

◆ کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔

◆ حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔

◆ موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد و اذکار کی تلقین۔

◆ غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطعاً سوا اللہ، تسلیم و رضا کا انگیر محبت اور صداقت اختیار کرنے کو پابست اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔

◆ فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔

◆ اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔



بیاد  
خواجہ عبدالکاکیم صاحب  
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈار  
بانی  
فلاح آدمیت

# فلاح آدمیت

عالمی محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے

نگران و سرپرست اعلیٰ: محمد یعقوب توحیدی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

## مجلس ادارت

خالد مسعود، پروفیسر منیر احمد لودھی  
انیر کموڈور (ر) اعجاز الدین  
پیر خان، عتیق احمد عباسی  
ایم طالب، عبدالحق قیوم ہاشمی  
پروفیسر غلام شبیر شاہد

احمد رضا خان

0321-6400942

سید رحمت اللہ توحیدی

0333-4552212

خالد محمود توحیدی

0300-7374750

مدیر

نائب مدیر

معاون مدیر

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سکینڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ

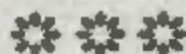
Ph: 0344-9000042/055-3862835/055-4005431

فیکس نمبر: +92-55-3736841 ای میل: info@tauheediyah.com

Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز پبلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

سالانہ فئڈ - 300/- روپے



قیمت شمارہ - 30/- روپے

## اگست 2013 کے شمارے میں

صفحہ نمبر	مصنف	مضمون
2	احمد رضا خان	دل کی بات
5	سید قطب شہیدؒ	درس قرآن
8	خولاء عبدالحکیم انصاریؒ	تفکر
20	قبیلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ	اغیار کی دوستی اور قرآن
25	محمد قاسم محمد سلیم	قبیلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے خطوط
27	سید رحمت اللہ شاہ	شیخ سلسلہ محمد یوسف خان صاحب
37	پیر خان توحیدی	احسان کا بدلہ احسان
42	مولانا خالد سمیع اللہ	پہاڑ کو کھڑاں
45	عبدالرشید سہاوی	پیر و مرشد کی یاد میں
49	ڈاکٹر سید زائر حسین رضوی	انا رماض قلب کا علاج
52	سید عابد کبیر شاہ	عاشق حسین مرتضیٰ شاہ صاحبؒ کا مکالمہ
55	واصف علی واصف	نغمہ تائیں کا روانہ وجود
59	محمد قاسم توحیدی	امت مسلمہ کا تاج اطنی اصلاح کی ضرورت ہے
62	خولاء عزیز الحسن مہذوبؒ	درس عبرت

## انتقال پُر ملال

ہمارے ہادی و مرشد شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب

مورخہ 07 جولائی 2013ء کو اس دار فانی سے

رحلت فرما گئے اور اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

انا لله وانا الیہ راجعون ۵ اللہ تعالیٰ آپ کو

ہو اور رحمت میں مقامات عالیہ عطا فرمائے۔

قارئین کرام اور سلسلہ سے منسلک بھائیوں سے التماس

ہے کہ وہ انفرادی و اجتماعی سطح پر اپنے محبوب روحانی رہنما

کے درجات کی بلندی کیلئے دعا فرمائیں۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ مرکز تعمیر ملت گوچرانوالا

## دل کی بات

وہ اللہ ہی ہے جس کا حکم ہر حاضر و غائب پر چلتا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم کا پابند اور اس کے حضور سرنگوں ہے۔ مشیت الہی سے انکار نہیں ہو سکتا۔ حکم ربی صادر ہو کر رہتا ہے۔ انسانی جذبات و احساسات خواہ کچھ بھی ہوں، وہ اللہ کے پروردگار اور قادر مطلق ہے اس کے فیصلے اہل اور ناگزیر ہیں۔ ہمارے ہادی و محسن اور انجانی مہربان مرشد شیخ سلسلہ عالیہ توحید چقبیلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی گزشتہ ماہ 07-07-2013 کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی اچانک جدائی کا صدمہ ایسا جانکا ہے کہ اس کے اثرات ابھی تک ختم ہونے میں نہیں آ رہے اور شاید انہیں ختم ہونے میں ایک عرصہ لگے۔ ان حالات میں نبی اکرم ﷺ کے یارِ غار اور ہمارے اولین مرشد سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے الفاظ نے دلوں کی ڈھارس بندھائی اور اللہ کی طرف رجوع کا باعث بنے۔ رحمت محمد ﷺ کے انتقال پر جب اصحاب شہادت ختم سے بے حال تھے۔ ابو عمر فاروقؓ جیسے جواں مرد بھی ہوش کھو بیٹھے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں سے یوں خطاب فرمایا ”تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرنا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کو پوجتا تھا تو یقیناً اللہ زندہ ہے۔“ اور قرآن کریم کی سورت آل عمران کی آیت نمبر 144 تلاوت فرمائی۔ ”وَمَا مُحَمَّدًا إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ“ ترجمہ: ”وہ نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول، ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر وہ قتل کر دیے جائیں یا ان کو موت آجائے تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو شخص اپنی ایڑی کے منہ پلٹ جائے تو (یاد رکھے کہ) اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور اللہ شکر کرنے والوں کو عنقریب بہترین جزاء دے گا۔“ حضرت کے اس خطاب کو سن کر تمام اصحاب کرام کو یقین آ گیا کہ واقعی آپ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔



قبلہ ڈار صاحب کی پوری زندگی (1935-7-2 تا 2013-7-7) کا جائزہ لیا جائے تو سب سے بنیادی بات جو نظر آتی ہے وہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت اور تبلیغ دین کے لیے مسلسل کوشش، ایسی کوشش جس میں اسکا پٹ اور تھکاوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ آپ نے 1991-04-26 میں سلسلہ نو حیدریہ کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد واقعتاً ٹکا ٹکا اکٹھا کیا اور سلسلہ نو حیدریہ میں ایک باہر رکھ رو جاتی اور مادی اعتبار سے وہی روح پھونکی جو باقی سلسلہ کے دور میں پائی جاتی تھی۔ آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ آپ قبلہ انصاری صاحبؒ کے سچے اور وفادار پیروکار ہیں۔ مادی وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود ”مرکز تعمیر ملت“ کی تعمیر سلسلے کی تعلیمات کے فروغ کے لیے ماہنامہ محلہ کا اجراء، ”مختصر حیات“ اور ”فرمودات فقیر“ جیسی بے مثل کتب جن کا نظم ابدل شاید سلسلے کی تاریخ میں کبھی نہ آئے۔ کئی شہروں میں نئے علاقہ جات کا قیام نو حیدیوں کی قلبی، ذہنی و روحانی تربیت کے لیے ہر حلقہ سے مسلسل رابطہ، تنظیمی پروگرامات میں تسلسل اور سلسلہ نو حیدریہ کے تنظیمی معاملات میں اعلیٰ پائے کا نظم و ضبط جہاں آپ کے خلوص، حسن انتظام اور محبت کا آئینہ دار ہے وہیں اس بات کی بھی واضح دلیل ہے کہ آپ کو اللہ رب العزت کی خاص تائید و نصرت اور اپنے مرشد کی کھل رهنمائی حاصل تھی۔ آپ نے سلسلہ نو حیدریہ اور نو حیدیوں کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ اولیت دی اور اپنی آخری سال تک اللہ اور اپنے مرشد سے کی ہوئی Commitment کو پورا کرتے رہے۔

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی رحلت کے بعد بحیثیت نو حیدی ہمارا امتحان شروع ہو چکا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے اور قبلہ ڈار صاحبؒ کی محبت کا حق کس طرح ادا کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے بقول ”اے لکھے قدموں پھر جاتے ہیں“ یا پھر میدان عمل میں اتر کر اپنے مرشد کی سنت کا اعادہ کرتے اور قیامت میں ان کی سنگت اور اللہ کی بخشش سے مستفید ہوتے ہیں۔ قبلہ محمد یعقوب خان صاحب (جن کو بابا جان ڈار صاحب نے اپنی زندگی میں ہی مامور کر دیا تھا) سلسلہ نو حیدریہ کے شیخ کی ذمہ داریاں بخوبی سنبھال چکے ہیں۔ اور عید الفطر کے بعد ”مرکز تعمیر

ملت پر یا قائد شریف لے آئیں گے۔

سلسلے کے قانون کے مطابق ہر توحیدی کو آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرنی ہے۔ ہر خادم حلقہ کو بیعت نامے اور متعلقہ شہر کے بھائیوں کی فہرست ارسال کی جائیگی ہے جو جلد از جلد مکمل ہو کر جانچ بھیجی جانی چاہیے۔ جن شہروں میں حلقہ جات قائم نہیں ہیں اور بھائیوں کو بیعت فارم نہیں پہنچو وہ معاون مدبر خالد محمود بخاری صاحب (0300-7374750) سے رابطہ کر کے اپنا بیعت فارم منگوائیں۔ تمام بھائی طریقت توحیدیہ کا مطالعہ کریں اور اس میں لکھے ہوئے طریقے کے مطابق روزانہ اور ہفتہ وار مجالس ذکر میں روحانی توجہ اپنے موجودہ شیخ بابا جان محمد یعقوب خان سے لیں اور ایصالِ ثواب کے لیے قبلہ عبد الکریم انصاری، رسالہ امجد حنیف خان اور صاحبزادہ عید الہادی انصاری کا نام لیں جیسا کہ طریقت توحیدیہ میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ جو بھائی انفرادی طور پر کچھ صدیق ڈار صاحب یا دوسرے بزرگان کی اداغ کو ایصالِ ثواب کر دیا ان سے توجہ لینا چاہئے ہیں تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔

آئندہ ماہ جنوری کا مجلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب پر خاص نمبر ہوگا جس میں بابا جان کی یادوں، آپ کی مجالس کا احوال آپ کے خطوط اور ایسی تمام باتوں کو شامل کیا جائے گا جس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے اس ضمن میں ہر بھائی کو دعوت ہے کہ وہ اس خاص نمبر میں اپنا حصہ ضرور ڈالے اور قبلہ ڈار صاحب کے حوالے سے یادوں، خطوط، تصاویر اور جو کچھ بھی اس کے پاس ہے آئے والی اسلوب کی امانت سمجھ کر سپرد قلم کرے اور ہمیں ارسال کرے اگر نکلنے میں دقت ہے تو مجلہ کے ذمہ داران سے رابطہ کر کے تہائی ہی بنا دے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں رمضان المبارک کی بابرکت سہفتوں کے صدقے لپٹے پیادوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور جنت میں ان کی شرکت نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام

احمد رضا خان (مدیر)



## درس قرآن

سید قطب عظیم سورۃ الزاریات آیت 20-21

وَلِیُّ الْأَرْضِ إِيَّاكَ لَلْمُؤَلِّفِينَ ۝ وَفِیْ أَنْفُسِكُمْ ۝ أَفَلَا تَبْصُرُونَ ۝

ترجمہ: اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں، یقین کرنے والوں کیلئے۔

اور تمہاری جانوں میں بھی، کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟

ارباب یقین اور اہل بصیرت کیلئے دلائل قدرت

یہ زمینی کرم جس پر ہم زندگی گزار رہے ہیں، یہ اللہ کی عظیم آیات اور اس کی عجیب و غریب

صنعتوں کا مقام ہے اور اس قسم کی ایک عظیم لائن خود انسان کے اندر بھی موجود ہے یعنی انسانی

نفس جس میں ایک چھوٹے پیمانے پر ساری کائنات کے وجود کے اسرار پوشیدہ ہیں۔

زمین کے مختلف مشاہد و مناظر

زمین پر چہاں جائیں اور جس طرف دیکھیں بے شمار مناظر اور مشاہد نظر آتے ہیں مثلاً

نشیب و فراز، ٹیلے، ریت تان، وادیاں، پہاڑ، دریا، نہر، جنگل، صحرا، سمندر، میدان، شجر زمین،

زرخیز زمین، بارش، سایہ دار درخت، بھاڑیاں وغیرہ وغیرہ اور ان سب چیزوں پر جو موسمی اثرات

دارہوتے ہیں، سورج کی کرنوں اور ہواؤں سے جو ان کا رنگ بدلتا ہے۔ زمین پر خشکی اور تری

میں، گرمی اور سردی میں، ہمد سوات اور خشک گرما میں تبدیلیاں دارہوتی ہیں، اور بہت سی نشانیاں

جو کائنات میں ہر سو کھری ہوئی ہیں ان سب میں انسانوں کیلئے بے شمار عبرت اور نصیحت کے

سامان موجود ہیں۔ ان سب میں قدر مشترک کے طور پر جو چیز پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ

سب چیزیں انسان کے لئے کئے گئے ہیں ان میں ایک نظم و نسق پایا جاتا ہے۔

## خلق کے عجائب کا ادراک صرف قلب مومن کر سکتا ہے

ان عجائبات کا ادراک اور ان میں سیر و سفر صرف وہی کر سکتا ہے جو یقین و اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین میں اہل یقین کیلئے ننانیاں ہیں۔ دل کو سیر کرنا اور مردہ دل کو زندگی بخشنا صرف ایمان کی تاثیر کا کام ہے۔ پُر یقین دل جب زمین کے مشاہدہ و مناظر کو دیکھتا ہے تو اس میں پوشیدہ اسرار اور پھیلے ہیں اگر یقین کی روشنی نہ ہو تو یہ سب مناظر مُردہ ہیں جامد ہیں۔ جب ہم دل کی آنکھ بند کر کے اللہ تعالیٰ کے ان عجائبات کی نمائش گاہ سے گزر جاتے ہیں، ان کی زندگی کو محسوس نہیں کرتے، یقین کی لمس لے ان کے دلوں کو زندہ نہیں کیا۔ حقیقت ان کے قلوب سے پوشیدہ رہتی ہے۔ حقیقت وہ جو کیلئے دلوں کو کھولنے کی کئی قسطا ایمان ہے۔ اور حقیقت صرف نور یقین سے نظر آتا ہے۔

## تمہارے نفوس میں بھی آیاتِ خداوندی موجود ہیں

اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر انسانی مخلوق ہی سب سے بڑا عجوبہ ہے۔ مگر انسان خود اس حقیقت سے آشنا نہیں ہے، اور اسے نہیں معلوم کہ اس کے اندر کیا اسرار پوشیدہ ہیں۔ انسان کا اپنا وجود اور اس کے اندر کی مشینری کائناتِ اصغر ہے اور اس میں جو کائنات ہیں وہ کائناتِ اکبر کی نشانیوں سے کسی طرح کم نہیں۔ انسان کا جسم اپنی جسمانی تکوین میں ایک عجوبہ ہے۔ اپنی باطنی اور روحانی تکوین و ترکیب میں بھی ایک عجوبہ ہے۔ انسان جوں جوں اپنے نفس کے اسرار پر غور کریگا اس کی حیرت بڑھتی جائے گی۔ مثلاً انسان کا معدہ ایک چکی کی طرح دن رات کام میں لگا رہتا ہے جو غذا کو پیس کر ایک بلغم بہ تیار کرنے میں مصروف رہتا ہے جب فارغ ہو جائے تو اور غذا طلب کرتا ہے جسے بہوک کہتے ہیں اس طرح نظامِ ہضم، چومنے کا عمل، سانس لینے اور جلنے کا عمل، دل

میں اور دوسرے میں دورانِ حواس کا عمل، حصصاتی ترکیب اور جسم کو حرکت دینا، غرض دوس اور ان کا پیچیدہ اور جسم کی نشوونما اور کام کاج کے ساتھ ان کا تعلق، ان تمام انتظامات کا تناسب اور ان کا باہمی تعاون اور ہم آہنگی، یہ سب چیزیں عجیب و غریب ہیں۔ ہر جوڑ میں اور ہر جوڑ کے ہر حصے میں تیرا انگیزہ چھوڑا ہو جاتا ہے۔

### توہ انسان کا ہر فرد ایک الگ جہان ہے:

اس کی ذہنی غور و فکر کرتے تو ایک حقیر مظلوم سے اس کی آفرینش کا آغاز ہوتا ہے، اور پھر پے درپے نازک ترین تعمیر کی منزل میں طے کرنا ہوا وہ ہے جانِ قطره ایک ذرہ انسان کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ کوہِ انسانی جنس کا ہر فرد اپنے وجود میں ایک الگ جہان ہے، ہر انسان اپنے تئیں سے جس میں سے سارا وجود کائنات ایک خاص شکل و صورت میں نظر آتا ہے۔ ہر ایک انسان اپنے دنیا میں "چھپے چھپے" ہر ایک کا نام نقش و رسم ہے، سے مختلف ہے۔ یہ ایک حقیقی عملی اور مشاہداتی معجزہ ہے۔ اس کی اپنی بعض خاص صفات، اثرات کی بنا پر ہر دوسرے انسان سے الگ ہوتا ہے۔ شکل و صورت، عقل و دماغ، قد کاٹھ، روح و شعور، حسن و قبح و ہر چیز میں ہر انسان دوسرے سے مختلف ہے۔ اللہ کی اس مہذبی میں جس کا نام دنیا ہے، ہر فرد کا اپنا ایک خاص نمونہ ہے، ایک پکاراؤ شہنشاہ ہے جو وہ بارہائیں گسا اور نہ کبھی لگے گا۔ ہر انسان کی انگلیوں کا پرنٹ دوسرے سے الگ ہے۔ آیت فی القرآن اور آیت فی الانفس یعنی جو اللہ کی نشا نیاب اس کائنات میں اور اس کی پناہ دات میں جو وہ ہیں اگر انکو چشم بصیرت سے دیکھ جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مدبر حکمت و تدبیر اور علم محیط پر یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

## تفکر

(خواجہ عبد حکیم انصاری)

الغرض قرآن میں جہاں حکم دیا ہے کہ وہاں ہی حیات پر غور کرو۔ آیت سے مراد کئی آیتیں آیت کی آیت و عبارت ہی سے تسلسلہ پیدا ہوا رہتا ہے اس میں قدرت و نشانیاں مضمون ہیں۔ اس حکم پر اتنا غور کیا کہ عبادت کے احکام پر بھی غور کیا۔ عبادت کے متعلق تقریباً ایک سو پچاس آیتیں ہیں لیکن مطالعہ کائنات کے متعلق چھ سو سے زیادہ آیتیں ہیں اس مطالعہ اور غور و فکر سے یہ مطلب نہیں کہ بس بیٹھے ہوئے آنکھ بند کر کے سوچتے رہو اور حسبِ ماہرے تھک جانے تو سوچنا چھوڑ دو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ نئے کائنات کی حیات ترکیبی اور خواہش کاظم حاصل کرنا اور ان قوانین فطرت کا مطالعہ کر جن میں بدولت کائنات کا یہ نظام قائم ہے۔ اور جو ہم اس طرح حاصل ہو اس سے حروف و اشیاء اور روحِ الہی کو فائدہ پہنچاؤ۔ قرآن میں روش دیا ہے کہ اختلافِ عمل و تہا پر غور کرو اس کا مطلب یہ کہ تم یہ معلوم کرے کی کوشش نہ کرو کہ کیوں ہونے میں پھر چھوٹے بڑے کیوں ہو جاتے ہیں اور موسم کیوں بدلتے ہیں یا اگر وہاں کے علماء اس حکم خداوندی کی تکمیل کرتے تو وہ یہ معلوم کریتے کہ میں کون سے اور کیسے غور کروں گا۔ اگر وہ گھومتی ہے لیکن اس حکم پر انہوں نے غور نہیں کیا بلکہ غیاً لے لے کر عمل کیا اور انہوں نے یہ باتیں معلوم نہیں کیں جن سے جغرافیہ اور علمِ طبیعت میں ایک بڑے مفید باب کا اضافہ ہوا ان احکام میں 'صحت' نہیں ہے کہ ایک تو تم قیامت تک عمل میں مصروف رہو گے جو قوموں کی زندگی کے لئے یہی شرط ہے۔ دوسرے یہ کہ تمہاری قوم ہمہ تر ترقی کرتی رہے گی اور دوسری قوموں پر غالب رہے گی ان احکام میں سے مثال کے طور پر یہاں صرف دو آیتیں بیان کی جاتی ہیں سورہ اعراف آیت 185 میں اَرْمٰنَہٗنَّ سَ اَکْمَ یُظْہَرُوْا لَیْ مَلٰئِکَوتَ لَیْسَمُوْبٌ وَّالَا ذٰہِرٌ وَّمَا عَلٰی اللّٰہِ مَنْ حِیْثِیْ وَاِنِ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ فَاِنَّ الْقَصْرَ لَہٗ اَحْلٰہُمْ ۝ ”کیا یہ لوگ کائنات ہمارے میں جو چیزیں



اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں انہیں پر غور نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے نہ اس کی موت قریب آگئی ہے۔  
 سورہ عنکبوت آیت 20 میں حکم دیتے ہیں قُلْ سِيرُوا الْاَرْضَ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَّلَ الْخَلْقَ  
 مسدودوں سے فرمایا یہ سورہ زمین پر چلیں پھر اس ارض کیسے بدلتی ہے۔  
 مدح و تحسین کے لیے یہ آیتیں کس قدر صحیح ہیں۔ یہی آیت میں صاف صاف مذکور ہے۔  
 جو قوم کائنات کی تخلیق پر غور یعنی قیامت کی قدرت کو معدوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے وہ فی ہر  
 جگہ ہار جاتے ہیں۔ ہر آدمی میں کائنات کا علم حاصل کرنے کے لئے کردار میں  
 پر تحقیق کی غرض سے سفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ الغرض کائنات کی چیزوں میں غور و فکر اور ان کی  
 حقیقت کا یہی معدوم کرنے کی کوشش کرنا مسدودوں کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ خود جنسور  
 مرد کائنات بھی آتش یہ دعا فرمایا کرتے تھے انھم ارباب حقائق کل الاشياء کماھی  
 یعنی ”اے اللہ ہمیں تو ہم اشیا کی اصلی حقیقت سے آگاہ فرما“ اس حدیث پاک کا ایک ایک  
 لفظ جواہرات سے زینہ قیمتی ہے قصہ صاف لفظ ”ہمیں“ ”ہم“ ”ارباب“ خاص شجرہ کے قائل ہیں  
 یعنی رسول پاک ﷺ اشیا کا علم حوالہ اپنے لئے ہی نہیں بلکہ امت کے ہر فرد کے لئے چاہتے تھے  
 سبحان اللہ کیا کرم ہے ”مقدم“ سے مقصود یہ ہے کہ کوئی چیز بھی کائنات میں ایسی باقی نہ رہ جائے  
 جس کا علم نہ مسدودوں کو نہ ہو۔ ”ارباب“ سے مقصد یہ ہے کہ حقیقت معلوم ہونے میں بال برابر شہید یا کہ  
 نہ رہے۔ حدودہ ریں حضور را ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ففکر مساعلہ من عبادة استہیں مستہ  
 یعنی ”ہم ایک گھڑی کا فکرمساعلہ سال کی عبادت سے بہتر ہے“ ان آیات واضحہ میں ”فکرمساعلہ“ کے بعد  
 یقیناً ہر وہ مسلمان جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی ذرا سی بھی عزت و محبت ہے  
 شرم سے اپنا سر پیچ کر لے گا اور یہ سواں کون ہرگز تورات نہیں رکے گا نہ ہمارے قومی ذوال  
 اور تالی کی کیا عبادت ہیں؟

حقیقت کائنات کی تخلیق کا نتیجہ کون سے علوم ہیں؟ یہ آپ انکار کر سکتے ہیں یہ وہ  
 علوم طبیعیات، علم طبقات الارض، علم اشیاء، علم نباتات، علم معدنیات، علم اشیاء، علم فلکیات



**تفکر بالمشاہدہ: س کے کئی طریقے ہیں**

پہلا طریقہ کتاب میں متنی خلاصہ رب و رحیمین چیزیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوں ہیں مثلاً  
 آسمان میں سورج، چاند، ستارے، شعل، باد، بارش، ٹوس، قوس، اور زمین پر پھل، درخت، پھل، جانور،  
 آبیہ، ہر، پھول، میوے، رنگ، ہنگے، جانور، چرند پرند، طرح طرح کے خوبصورت پتھر  
 جو اجرام اور دھاتیں وغیرہ جن سب کو نور اور روشنی سے دیکھنے کی عادت ڈالوا رہا ہے تاکہ  
 دیکھو۔ اس میں جو شے بڑے کٹ اور لکشی سے اس کا احساں پیدا ہو جائے۔ جب یہ بات حاصل  
 ہو جائے تو ان کے بنائے جانے کا خیال کرو اور سوچو کہ وہ کتنا حسین اور عجب ہوگا۔ اس مشق کا  
 حاصل یہ ہو گا کہ ان قدر قدرت کی ہر حلقہ میں شے مطلق کی جھلک نظر آئے لگے اور ساتھ ہی  
 اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس و ذہن نشین ہونا چلا جائے۔ یہاں تک رفتہ رفتہ اس قدر بڑھ جائیگا کہ اور ایک  
 ایسی ہستی کی موجودگی کا احساس پیدا ہوگا جو ہر جوتہ ہے مگر کھان نہیں دیتی، یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اس مشق کو (پچھلے اعمال کے ساتھ ساتھ) اگر جاری رکھا جائے تو جس ہستی کا احساس پیدا ہوا تھا نظر آنے لگے گی یہ صورتی کا دوسرا رتبہ ہے۔ کیا نظر آئے گا۔ اس کا بیان الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو کہ یہ مشاہدہ ظاہری آنکھوں سے نہیں ہوگا۔ ایک ایسی حس کے ذریعے ہوگا جس کو باہر سے کیجیے اور جو تلخ سے نہیں زیادہ یکسانی ہے۔ آنکھ کو چیز ہر کی صرف ظاہر ملے گا تو یکسانی ہے۔ ان کے اندر کچھ سختی ہے۔ ان کے پیچھے کی طرف عمر یہ حس جب زیادہ ہو جاتی ہے تو غیر اس کے اندر ہر اور پیچھے گئے پیچھے کی طرف یکسانی ہے۔ یوں مجھو کہ اللہ تعالیٰ نے جہ فرما رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَسٰى يَّجْعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ مَّخْرَجًا ۚ وَهُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ  
تو جس طریقہ فکر سے اس آیت کا معنوی مشاہدہ ہوتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہمیں ہر طرب و سہمی اپنی  
محلی استعداد کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی ذات کو ہر طرح ہر کار و عام رسول اللہ ﷺ

نے مشاہدہ فرمایا ہے، نہ پچھے کی نہ یکھا نہ سمجھو کچھ ملے گا اس جگہ یہ بات کہو حاضر، وہی معلوم ہوتا ہے کہ آیت **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحیدرہ 3)**

کی تشریح میں جب یہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کائنات کے درود و شیل موجود ہے تو کون کو جو صرف پڑھتے و سنتے میں غلطی ہو رہی ہو پھر کونکے مرتبے دو سو سے پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ یہ کہ اس طرح حوالہ کا مسئلہ ٹھیک ہوا، دوسرے یہ کہ جب اللہ تعالیٰ غندی چیزوں میں بھی ہے تو وہ ناپاک باتوں نہیں ہو جاتا اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارے ارگرد جو نقص اور عطا ہے اور جس میں بظاہر کچھ بھی نظر نہیں آتا اس میں سگت چیزیں وجود ہیں۔ اول تو یہ ہوا ہے جس کو تم جانتے ہو لیکن اور بھی بہت سی چیزیں مثلاً پانی کی بجائے پانی میں کئی قسم کی گیسیں، برقی ریڈیائی ہریں، انفراردی قسم کی شعاعیں۔ اس چیز جب کا پتہ تو سائنس نے لگالیا ہے لیکن دیکھی ہے کہ چیزیں اب میں ان کا پتہ بھی سائنس نہیں لگا سکی مگر لالہ حال اور بصیرت، لطفی رکھنے والے جانتے ہیں مثلاً نفس، عقل، روح وغیرہ، رجبہ، لا رجب جیسے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہ بہشت زمین، آسمان کی وسعتوں میں جتنی ہوئی ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 132)

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اس کو چھو کی بات یہ ہے کہ سب چیزیں جو اس فضل اور فضل میں موجود ہیں، ان میں ہر ایک اپنا اپنا کام کر رہی ہے اور کوئی چیز اس دوسری چیز سے متاثر ہوتی ہے نہ اس کے کام میں رکاوٹ ڈالتی ہے، حتیٰ کہ ریڈیو ہریں جیسے کہ معلوم ہو چکا ہے ایک لکھ چھپاسی ہر ریل کی سینڈ کی رفتار سے خرابی ہیں اور کوئی مادی شے بھی اس کے لئے رکاوٹ کا سبب نہیں ہوسکتی، جب مخلوقات کا یہ حال ہے تو خود خالق کا تو ذرا ہی کیا۔ وہ اب خود سب پاؤں سے پاک ہے اس پر کوئی شے اثر نہیں ہوسکتی، ہر شے میں ہوتے ہوئے بھی ہر شے سے الگ ہے۔ یہاں ایک اور مثال پتھر رکھئے۔

رہن پر کوبہ اور گندگی کا ایک ڈھیر پڑا ہے اور آفتاب ماحول کی دھوپ اس پر پڑ رہی ہے اور دھوپ کی حرارت گندگی کے اندر لگی گزرتی ہے تک پہنچ رہی ہے اب بتائیے کہ یہ دھوپ



اور حرارت اس گندگی سے ناپاک ہو جائے گی یا خود اس کو پاک کر دے گی۔

بہر حال اس طریقہ فکر سے جو مشاہدہ ہوتا ہے اسے سیر فی سمجھنا چاہئے کیونکہ جو کچھ حلال دیتا ہے اس کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔

دوسرا طریقہ۔ جب پہلے طریقے پر عمل کرنے سے تجلیات وغیرہ کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے اب تمام بینوسل یعنی کائنات کا تصور مانع میں قائم کرو۔ یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ پہلے فلکیات پر چند ایک کتابیں پڑھو جو سب وجود و تخلیقات کے مطابق لکھی گئی ہیں۔ اس طرح تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ سورج، چاند، ستارے اور سیارے سب بڑے بڑے بینوسل ہیں جن میں تھہر رہے ہیں۔ اس ساتھ وہ حساتیں اور درمیانی فاصلے اتنے زیادہ ہیں کہ انسانی شمار و حساب میں بھی نہیں آسکتے۔ اس طرح جب اس انسانی وسعت و نہایتی کا چھ تصور مانع میں قائم ہو جائے تو رات کو جب ستارے چمکنا شروع ہوں کھلے آسمان کے نیچے بیٹ رہو، کیا کرنا نہ، نہاری زمین جو ایک رہا ہے اس کے چاروں طرف ایسا ہی آسمان جیسا کہ اوپر نظر آتا ہے اور انہیں قاصدوں تک پیچیدہ ہوا ہے۔ سوچو کہ آخر یہ بلند ستاروں اور سیاروں کی سفر نشانی کا لباس تک چلا گیا ہے۔ اگر فکر یا مشاہدہ کے پہلے طریقے سے تمہاری حس فکریہ تربیت یافتہ ہو چلے تو تم بینوسل کا نیا واضح تصور قائم کر سہو گے۔ اور دیکھو گے کہ پہلے آسمان سے آفریں آسمان تک کس طرح سفر نشانی کا سلسلہ قائم ہے۔ اس کے بعد یہ سوچنا شروع کرو کہ جہاں سفر نشانی ختم ہوتی ہے اس سے آگے کیا ہے، تمہاری سمجھ میں آئے گا کہ آگے کتنی غور ہے۔ اب سوچو کہ یہ غلا کہاں تک چلا گیا ہے اور اس کا انجام کے بعد کیا ہے۔ یہاں تمہاری عقل عاجز اور تمہارا مانع بیکار ہو جائے گا اور کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے گا اس ناقص تصور کا جواب دینے کے لئے چھوڑ دو۔ اب ایک انغم میں جہاں مٹ کا تصور رد مانع میں بندے کی کوشش کرو۔ انغم اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ ایک سوئی کی نوک پر انغم اور انغم اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انغم پر دو ایک کتابیں پڑھو، جب یہ تصور قائم ہو جائے تو آگے چلو اور اقلیدس کے نقطے کا تصور رہ جس میں نہ مبنی ہے۔ چوڑائی نہ گہرائی نہ وہ عتب

اور استاد میں مقید ہے نہ اس کے نگڑے ہو سکتے ہیں۔ جب یہ قصہ دیکھی قائم ہو جائے تو آیت

نُسْحَانِ رَبِّكَ رَبُّ الْعَرْشِ عَظِيمًا يَصِفُوكَ (صافات-180)

”تمہارا آپ پاک سے تمام صفتوں سے جو تم اس کی طرف مسوب کرتے ہو۔“

کے معنی دماغ میں رکھتے ہوئے یہ فکر کرو۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا ہے۔ تمام یونیورس پر محیط ہے اور اس کے ذمہ داروں میں موجود ہے۔ دوسری طرف اقلیدی نقطے سے بھی یہ وہ چھوٹا ہے۔ جب یہ قصہ رات چلتا ہو جائے گا تو سخت مشقت اور مدت و زحمت کی کوشش کے بعد عجیب عجیب راز تم پر کھیں گے۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمام یونیورس ہر دو طرف سے اس کے بعد عجیب عجیب کے اس دماغ پر چکڑیں، چکڑوں میں جو نقطے کے تصور سے محسوس ہوا کرتے ہیں، اس طرح کا یہ وہ ہے۔ یہ معدوم محض کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ذات ایک وقت اس یونیورس سے بھی سے غدارہ بڑی اور اقلیدی نقطہ سے بھی نہیں چھوٹی ہے۔ اس نکتہ پر اس سے زیادہ صاف لکھنے کے لئے ہماری زبان میں الفاظ ہیں نہ قلم میں نہ وقت نہ فرصت۔

ای تنکر کا یہ خمی پھلا یہ بھی ہے کہ جب تم کائنات کی وسعت و پہاڑی کا ایک قصہ قائم کر لو تو اس کے مقابلے میں اپنی زمین کی جسامت پر غور کرو تمہیں دکھائی دے گا کہ یونیورس کے مقابلہ میں تمہاری زمین اتنی بڑی بھی نہیں جتنا اس کہ زمین کے مقابلہ میں ایک راقی کا دانہ۔ پھر غور کرو کہ اس کہ ارض کے مقابلہ میں خود تمہارا جسم کتنا بڑا ہے، تم کو دکھائی دے گا کہ تمہاری جسامت اس نسبت سے اتنی بھی تو نہیں جتنی گندے پانی کی ایک بوند میں خوراکین سے نظر آنے والے لکھوس جڑ شیم میں سے ایک جڑ ٹومہ کی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ تمام کائنات ایک کتاب پر قلم ہے اور تم اس میں ایک ہیایت ہر ایک موبہوم کی تحریر یا نقش۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے۔

نقش فریاد کی ہے کس کی شوئی تحریر کا

کائنات کی ہے پیر بن ہر ہیکر قصہ پر کا

پھر حلف یہ ہے کہ جہاں ایک طرف تم اس قدر ضعیف و حقیر ہو وہاں دوسری طرف

اس قدر قوی اور عظیم کہ سمندروں میں طوفان لڑ سکتے ہو، اچھے بوئے طوفان دیر تک سستے ہو  
پہاڑوں کو سب سے نیچے سے ہد سکتے ہو اور ہمت و راہ را تو یا نکل کر سکتے۔ جب تم ایسے ہوتو  
تمہارا حلق کیا کچھ نہ ہوگا۔ غالب کا منہ بچہ بالاشعر لکھتے ہوئے ایک بات یاد گئی بھولی شعراء  
اور بعض فلاسفوں نے یہ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے خصوصاً برکے کے فلسفہ کا تو  
بجھل ہی ہے کہ

عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

حقیقتاً صرف ایک ذہن کل موجود ہے اور باقی سب کچھ فی ذہن کے تصورات ہیں۔  
فرسوں نے بعض کتاب سے بھی ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ہی سب سے  
اس قدر اور ہر چیز کے اندر باہر اور ہر شے کو محیط پہنچا کائنات فی حیثیت اس دنیا میں قیام  
ایک ہی ہو سکتی ہے جیسی ذہن میں تصورات ہیں۔ یہ سب سمجھ کہ جب تماشہ صوفیہ طاس پر یک تصویر  
کھینچنا چاہتا ہے جس طرح وہ تصویر کاغذ پر سے سے پہلے تماشہ کے ذہن میں موجود ہوتی ہے  
اسی طرح یہ کائنات موصوفی حقیقی کے ذہن میں موجود ہے۔ اس کی مثال کو حدیث الوجود کے ماننے  
والے بہت رہے شور سے اپنے عقیدے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ ہم اس بار سے مثال  
سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ کیا وہ تصویر جو تصور کے ذہن میں موجود ہے اس کے دماغ کا کوئی  
حصہ یا اس کے جسم کا کوئی عضو ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس تصویر کی حیثیت و حقیقت  
بے کیا اس دماغ اور دماغ کی مخلوق نہیں؟

یہ سب کچھ ہم روز اور چند پہ میں بیان کر گئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حقیقت کا ایک  
شمہ بھی نہ تو کی سے جان ہوا ہے نہ ہو سکے گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے لئے کوئی لفظ صحیح طور پر  
استعمال نہیں کیا جا سکتا مثلاً بڑا، چھوٹا، ظاہر، چھپا، غیر وہیم، نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے ہاتھ  
نہ کھینچیں، چہرہ اور رباب یا روح اس سے، لیکن سمجھنے کچھ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے اور  
ہم یہ کہنے میں اذیت دینے لے فرماتا ہے کہ میں سچ سوچ رہا ہوں، یعنی سچا اور دیکھتا ہوں یہ وہ

ہے، تھ بھی جاں رہتا ہے یہاں تک کہ قُوفِ اَیْمِیْہِمُ، وہ اپنے چہرے کا بھی رکر کرنا سے لایینما ہو لُؤ اَہْمُ وَجْہُ اللہ۔ اپنے لئے شمس کا دونا بھی فرماتا ہے۔ وَکُتِبَ عَلَی نَفْسِہِ لِرَحْمَہِ اِتِّہَا سَیْمِرُی رَیجُہِی سَی صَحَّتْ فِیہِ مِی رُوحِی۔ اس سے ہم بھی مجبور ہیں۔ اس کا بیان کرتے ہوئے یہ سب الفاظ استعمال کریں۔ شمس کی ذات تمام الفاظ ورا لہا ہم تقسیم سے نہیں ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے۔

**تیسرا طریقہ:** تفکر و مشاہدہ کا ایک اور بھی طریقہ ہے، جس کی پیروی میں شکل و صورت اور حسن و قبح پر غور کرنے کی بجائے اس کی سماعت پر غور کیا جائے اور تجربہ کر کے دیکھا جائے کہ دو کون عین صریح چیز کو کس سمت سے ملا رہا ہے؟ کیا ہیں در علم، انہی عناصر یا اجزاء کو اس پادشہ پرستوں سے ملا رہا ہے؟ کیا چیز یہ جانتے ہیں، وہ وہ انسان کے فائدے سے سنے کس طرح متعین ہو چکا ہے؟ ہیں۔ اس طریقہ تفکر میں روشنی، حرکت، برق، ایتھ، فہر، رقی، شعاعوں کے خواص اور ساقی انہی کے اکتشافات بھی شامل ہیں جن کے مطابق یہ چیزیں کام کرتی ہیں۔ ان کا نام سائنس ہے۔ اس سے وہ علوم و جود میں آئے ہیں جو آج کل یورپ، امریکہ، کاتر، افریقہ، اسیا نے بنے ہوئے ہیں، یہی وہ علوم ہیں جن کو حاصل کر کے کیسے آیات اللہ پر غور کرنے کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے اور ہم نے آج تک اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر آپ موجودہ حالت و درمائی سے چھٹکارا اور عاقبت کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو ان علوم کو حاصل کرنے بغیر چاروں شک۔ اس عملی طریقہ تفکر سے یقین اللہ تعالیٰ کا وہ رتو نہیں ہوگا لیکن اس فی سوجوہ کی بریقہ حکم ضرور پیدا ہو جائے گا، چنانچہ جب سے یہ اکتشاف ہوا ہے کہ انعام نے چھٹنے سے رچی (تو امانی) پیدا ہوتی ہے، سائنس کے اس مسئلہ کا خاتمہ ہو گیا ہے کہ مادہ قائم نہیں ہوتا۔ اب تمام سائنس و سائنس ہات کے قائل ہیں کہ اس مادی دنیا سے آگے ایک اور جی دیا ہے جس کو بین لڑجکل و رند (عام ماورے مادہ) کہتے ہیں۔ یہ تو بتائے عشق ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ ہاں راتو ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سائنس کے ذریعہ سے بھی اپنی سنی کھوا کر رہے گا۔ اس نے مخلوق کو مخصوص ان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ بچنا جائے



اور سب کس کی پرستش کریں۔ یقین ہے نہ ایک بے یار و مددگار کا بچہ چمکے حتیٰ کہ بڑا اور مشرقدار کیوسٹ بھی ایمان لے آئیں گے۔ یہی دین ہو گا جب قرآن اور اسلام کی صداقت آفتاب صاف الٹا ہو کر کی طرح روشن ہو جائے گی۔ یہ صرف گمان اور تخیل کی شے نہیں ہے یہ یقیناً ہو کر رہے گا چونکہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ سُبْحَنَهُمُ اَيْنَا فِی الْاَلْحَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَنْفُخَ لَہُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ اَوَّلَہُمْ یُحْکَمُ بَرْدِکَ اِنَّہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ اَلَا اِنَّہُمْ فِیْ مَرْبَہٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہُمْ اَلَّا اِنَّہُمْ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطُوْنَ حم سورہ اہق 53، 54

یعنی ان باتوں کو (مفکرین کو) ہم یہ بتائیں گے کہ تمام اطراف عام میں دھماکے آئیں گے اور ان کے اپنے نفوس میں بھی یہاں تک نہ پہنچا کر ہو جائے گا کہ یہ قرآن برحق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے نہ ہمارا رب ہر چیز کا شہید ہے خبردار کہ انہیں اپنے رب کی طاقت میں شک ہے یا درکنہ نہ وہ چیز کو احاطہ نہ کرے ہوئے ہے۔ اس آیت میں جو فرمایا ہے کہ ہم تمام اطراف عام میں اپنی نشانیوں کو دکھائیں گے وہ نہ نظر آتی رہی ہیں نہ قدرت کے پتھر و سارے معلوم ہو چکے ہیں، جس کے نتیجے میں بے چارہ اور ستاروں کا سرور و پیش ہے اور ایک عام مہارے، وہ کا عہدہ قائم ہو چکا ہے لیکن یہ جو فرمایا ہے کہ ہم ان کے نفوس میں بھی اپنی نشانیوں کو دکھائیں گے یہ بہت قابل غور بات ہے۔ ہم نے اس کے بعد ہر بات کے اندر اصرار ہے، دیر کے حالات تو بہت کچھ اب دکھائی دیتے ہیں، انہیں یہ تو مر نہیں ہے کہ وہ حالات کے درپے انسانی عقل، نفس اور روح وغیرہ کی طاقت اور طاقت و کشمکش بھی معلوم ہو جائے گی اور ان کے خیالات بھی رہا کر دیے گئے ہیں۔ غیرہ وغیرہ۔ تعجب تو کچھ نہیں آرا یہاں اور اس کے ساتھ ہی یہ جو کہا ہے کہ انہیں ہماری تقابلی تمک سے مگر ہم ہر چیز پر محیط ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کچھ ہے اس بات کو نکل میں نہ ہر کی وہ جو دیکھ کر رعب و طہر ہو جائے جیسے آنکھوں سے دیکھ کر ہوتا ہے۔

## تفکر بالمراقبہ

مراقبہ کے معنی جو غلط و غلطیاں کے ہیں۔ لیکن خلعت و عرفاں میں اصطلاح دعا میں کسی خیال یا تصور کے اس طرح قائم کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی خیال یا تصور باقی نہ رہے۔ تفکر بالمشہدہ میں ہم اشیاء کی شکل و صورت پر غور کرتے ہیں مگر تفکر بالمراقبہ میں اشیاء یا اسماء کی حقیقت اور حقیقت پر غور و فکر کیا جاتا ہے، مثلاً تفکر بالمشہدہ میں ہم صرف کو دیکھ کر اس کی چمک و شہک اور سفید رنگ کی شوخی اور خوبصورتی کے تصور میں ٹھوہو جاتے ہیں۔ لیکن تفکر بالمراقبہ میں صرف کسی صفت مثلاً سردی کا تصور اس اشیا کا کہ سے کریں گے کہ اس کا زہمیں سردی محسوس ہونے لگے گی جو اس وقت گرمی ہی کیوں نہ پڑ رہی ہو۔

یہ ضروری ہے کہ مرقہ مرشد کی ہدایت کے بغیر نہ کہا جائے۔ بہتر حاکم ہے کہ کسی کے لئے کوس سے اسم یا آیت کا مرقہ یا دعا مناسب ہوگا۔ بہت سے طالب علمی، مولوی علی علیہ و کمال حاصل کر بیٹے ہیں مگر ان میں مراقبہ کی ضرورت کی نہیں رہتی۔ مرقہ بی غرض و غایت یہ ہے کہ کشف حاصل ہو جائے، روحیں نظر آئے لکھیں اور عام مشا کا مشاہدہ ہو۔ جسے یہ سب باتیں قطعاً مولوی میں ہی بعض سالکوں کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ مبادیات مراقبہ یہ ہیں کہ پیسے اللہ تعالیٰ یا اسماء صفات میں سے کسی اسم کا مراقبہ کیا جائے، جب اس میں دستاورد ہو جائے تو قرآن کی کسی آیت کا پھر اس رات کا پھر قرآن غیر دہکا و غیر دہیرہ۔

مراقبہ اپنے منہ وری نہیں کہ فی طرح ہو جو جس طرح غور میں بیٹھتے ہو بلکہ اس طرح بیٹھنا چاہئے جس میں تکلف اور تکلیف نہ ہو اور ایسے وقت میں اس کی جگہ بیٹھو کہ شورش ہو ورنہ یہ نہ بیٹھے۔ طریقہ یہ ہے کہ مراقبہ کیلئے وہ لفظ منتخب کرو جو تمہارے دل کو سب سے بے راہگاہ سے مثلاً یا رحیم یا سب یا اس اندس بندہ مرادوار یا رحیم یا کا ورد شروع کر دینا لفظ رحیم کا خیال رہنے کی بجائے اس کے معنی کا خیال کر کے لفظ تعالیٰ کی عام رحمت کو ہر چیز میں خیال کی مدد سے دیکھنے کی کوشش کرو

یہاں تک نہ دفعہ رفتہ چکھوں میں رحمت کا کھام فہوم۔ ہاں! رقلب میں پیوست ہو جانے اور جسم مائب  
ہو کر جسمی ہاں رو جائے، پھر فرشتوں کی کوئی آیت چو شکرًا وَهُوَ فَعَلَمُ الْبَہِکُنَّہِمْ ۝

(یعنی تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے) (الحجہ 4۔)

اب اس نادر معنوں کا خیال رکھتے ہوئے اس قدر کثرت سے مرادوں کے معنوں  
میں اس قدر مستغرق ہو جاؤ کہ آیت کے الفاظ کی طرف خیال ہی نہ جائے پس معنی دل کے  
آنکھوں کے سامنے روشن ہو جائیں۔

فناء کے معنی کا طریقہ یہ ہے کہ غلہ و غصہ ناقص رہاں میں قائم کر دو اس قدر کوشش رو  
کہ غلہ کے بیج میں جو آفریقہ سے اس کا خیال بھی ہاں نہ رہے حتیٰ کہ خود اپنا وجود بھی نفی ہو جائے۔  
اب جو تصور حاصل ہوا ہے وہ قدر بے عدم کا ہے۔ اب اس تصور کو مایوس ہو کر خود تصور کا احس اس بھی  
جائز ہے، فنا حاصل ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ کشف قبور کا بھی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ قیامت میں رت کی تمہالی  
میں بیٹھ کر مرے کے جسم کا تصور رہاں رہشوخ فُتُوْس رُشَا و رُشَا لَمَلَا نَکَہ و فُتُوْس کی  
اس گشت عمر کر رہاں رہشوخ روح کو خوب دل دہاں میں مجاز۔ ارتکا رخیال کامل ہوے پھر اس  
مرہے کا جسم نظر نہ لگے گا اور رفتہ رفتہ تم قیامت میں مرے بھی ممکن ہے نظر آجائے  
روح کو بلائے اور رُشَا دینے اور مستقبل کی باتیں معلوم کرے کہیں بھی مرا لے کے جاتے ہیں۔  
چونکہ یہ باتیں ہماری رائے اور تجربہ میں سائلوں کو بجائے فائدے کے نقصان پہنچا رہتی  
ہیں۔ اس کے علاوہ تصوف کی کتابوں میں موجود ہیں اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا جاتا

## کی دوستی اور قرآن

(قلم محمد صدیق وارث)

اس وقت دنیا میں مذہبوں کی کتابیں موجود ہیں لیکن کسی مصنف نے اپنی کتاب کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس کے مدد سے ہر شک و شبہ سے بالاتر ہیں۔ یہ انکار اور عجز و صرف اللہ تعالیٰ کی مازل و ہونی کتاب قرآن مجید کو حاصل ہے۔ اس کی ابتداء ہی اس اعداس سے ہوتی ہے کہ شک و شبہات کا اس میں کوئی غلط ٹکس ہے۔ اور یہی رلی، اہل انوار کا حق پر مشتمل ہے۔ اہل ایمان اب عظیم کتاب کے ایک ایک لفظ پر صدق و سچائی سے ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کتاب کا ایک معجزاتی پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں وہی اصولی پیشگوئی حرف و عرف و رست ثابت ہوتی ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی و ماضی و مستقبل کی ٹکڑ بندوں سے وادع اور ہے۔ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے ہر فرمان پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ حضور ہی رحیمہ ﷺ نے اگلی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہیں فرمائی تھی اور کفار کی طرف سے اہل ایمان پر ظلم و ظم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ اسی دوران میں نبی کی و عظیم طاقتوں و دم اور ایران میں جنگ جاری تھی۔ بت پرست مشرکین مکہ کی ہمدردیوں آتش پرست ایرانیوں کے ساتھ تھیں۔ اور مسلمان اپنی فطرت کے مطابق اس وقت بھی اہل کتاب و میوں کے عہد کے خواہاں تھے۔ اس جنگ میں ایرانیوں نے وہ میوں کو بہت بری طرح سے شکست دے دی تو کفار مکہ بہت خوش ہوئے اور اسے اپنی فتح اور مسلمانوں کی شکست پر محمول کیا۔ انہی ایام میں قرآن کریم کی سورۃ الروم کی ابتدائی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اہل ایمان اس معنویت کے چند برس بعد ہی ایمان پر غائب آج میں گئے۔ اس وقت وہ میوں کو اس عداوت سے شکست ہوئی تھی کہ وہی تکتہ نظر سے ساری بارہ فتح پائی ناممکن کھائی دیتی تھی۔ لیکن اہل ایمان اپنے رت کے قول کو اہل مانتے ہوئے اس پیشگوئی پر خوش ہو گئے۔



حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایمان کی یہ کیفیت تھی کہ انہوں نے قریش کے ایک ممتاز سردار ابی بن خلف سے شرط لگائی کہ اگر تین سال کے دوران مدنی غالب رہے تو میں دس اونٹ دوں گا اور اگر غالب نہ ہو تو تم دس اونٹ مجھے دینا۔ جب یہ شخص حضرت ﷺ کو اس شرط کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ قریش کریم کی آیت میں ”صبر“ ہے آپؐ سے اور اس کا طلاق تین سے نو سال کی مدت تک ہوتا ہے لہذا تم اس شرط کی مدت نو سال تک مقرر کر کے انہوں کی قید بڑھاؤ۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے ابی بن خلف سے نو سال کی مدت مقرر کر کے سوا اونٹوں کی شرط لگائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عین مطابق قیصر روم نے اپنی شکست سے شکست سہا سہا بعد ایرانی فوجوں کو شکست فاش دی۔ لہذا ایمان بہ یہ خوشخبری اس وقت ملی جب اللہ کی نصرت سے وہ سید سادہ رملی کا رملہ کو شکست دے چکے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کو یہ ہری جوشی نصیب ہوئی۔

جب تک اہل ایمان رست اعمال میں کما رشاہات اور حضور محمد مصطفیٰؐ کے قدموں سے لہر زحار ہٹا کر نبیوں انساں کو ہر وہ غلامی سے نجات دلانے اور نبوی و خدائی نعمتوں سے بالامال کر دینے والے اللہ کی حاکمیت والے سچے دین کے علمبردار بن کر محمدانہ زندگی بسر کرتے رہے، انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل رہی اور فتح و کامرانی ان کے قدم چومتی رہی۔ چھپا امت مسلمہ عقیدہ حید کر رہا گیا اور وہ نبوی مذہبات میں ترقی ہو کر امت مسلمہ کی کراہ کر افراموش کر بیٹھی تو اسے سزا کے طور پر اخیار و غلامی میں مبتلا کر دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس لشکر کا ایک دواشتم ہوا اور مسلمانوں کو کسی آراوی نصیب ہوئی لیکن ہم نے اس روش کو پوری طرح بدلتے کی کوشش نہیں کی جس کی پاداش میں اقوام عالم کی قیادت ہم سے طلب کر لی گئی تھی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے واضح احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قوت بنصرت پر بھروسہ کر کے کی بجائے اللہ کے دشمنوں اور اپنے سابق طاؤس کو ہی اپنا سرپرست، دوست اور ہمدرد بنائے رکھنے کی کوتاہی کی اور اللہ کی طرف سے اس کی سزا بھی بھگت رہے ہیں۔ قرآن کریم جو ہمارا آئین حیات ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہر ایک کی نیکی کی بڑی وضاحت

کے ساتھ تھیں۔ مدد کی تھی۔ ہم یہاں متعلقہ تیات کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں تاکہ اس کی مدد میں بے قومی مردار کا جنازہ لے کر جہنم کی پرواز ہو سکیں۔

”یونیک الہ تعالیٰ پر اور یونیک شریعت پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے روکتے ہوئے۔ ان کو کھو گئے خواہ وہ اس کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا جہاں ان کی کے لوگ ہوں۔“ (2258)

”اے ایمان والو! ایمان ان لوگوں سے جن پر اللہ غصہ ہوا ہے (یعنی یہود و نصاریٰ سے) وہ تو نہ کرو۔ یہ لوگ بھی عزت و رمدگی سے اسی طرح ناامید ہو گئے ہیں جس طرح کافروں میں مردوں کے جی اٹھتے ہیں۔“ (1360)

”اے ایمان والو! جن باتوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو درکنار کہ جسوں نے نہیں سنا وہ بھی ان باتوں سے استغناء نہ کرنا۔ اور جو اس بوقت اللہ ہی سے ڈرتے۔“ (755)

”اے ایمان والو! غیر رکاوٹ راز اس نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری عزت میں کسی طرح نہ کٹاؤں نہیں کرتے اور ہر اس امر کی خواہش کر رہے ہیں جس سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ کچھ دشمنی تو ان کی باتوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے منسوب مل جاتی ہے وہ کینک زید وہ ہے ہم نے تمہارے لئے حکایت واضح طور پر بیان کر دی ہیں اگر تم عقل سے کام لو۔“ (1183)

”اے ہمارے رسول ﷺ آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ اعداوت رکھنے والے یہودی اور مشرکین ہیں۔“ (1825)

”اے ایمان والو! یہودیوں اور مسلمانوں کو دوسب نہ بناؤ۔ یہ یا ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اگر تم میں سے جو کچھ دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے شمار ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ عام باتوں کو ہی پسند نہیں کرتا۔“ (515)

”یہ خوف دار لے والا تو شیطان ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرو اور انہیں سے ڈرتے رہنا۔“ (1753)

”تمہارے خیر خواہ اور دوست اللہ تعالیٰ ہمارا رسول ﷺ اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے اور  
 زکوٰۃ دیتے اور اطاعت میں جھکے رہتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اس کے رسول کو رائل ایمان سے دوستی کرے  
 گا وہ گویا اللہ کے لشکر میں شامل ہو گیا اور اللہ کا لشکر ہی علیہ پانے والا ہے۔“ (55:56)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر واضح الفاظ میں یہودیوں اور نصاریٰ کی انبیاء میں  
 کہہ کر ہمارے لئے ایک محفوظ حکمت معنی طے فرمادی۔ اس کے باوجود بھی اگر ہمارے حکام اللہ  
 تعالیٰ کے صاف صاف احکام کے علی الرغم ان اقوام کی دوستی کے ہم میں جتنا ہو جائے تو نتیجہ  
 یقینی طور پر وہی نکلے گا جس کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے کر رکھی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہاتھوں ہاتھ  
 اٹھ کر کے باوجود ہمارے دانشور صحتی اور ہمارے استاد اس چیزوں کی دوستی کا کام کرنے سے باز  
 نہیں آتے۔ اور ساتھ ساتھ اس اصنام پر عمل کی بنیہ فانیوں کا شکوہ بھی کرتے رہتے ہیں تاکہ کسی  
 طرح سے ناخوشگوار نتائج حاصل ہو جائیں۔ ان کی فریب کاریوں کے باعث رنج پر رنج اٹھتے  
 چلے جا رہے ہیں مگر یہی ان کی ذاتی کے حال سے چھٹکارا حاصل کرے گا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔  
 حالانکہ سچا مسلمان اب بھی شرط یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہودی، عہود اور عیسائی کبھی ہمارے خیر خواہ نہیں  
 ہو سکتے۔ آری ان سے چاہیے جس کے بارے میں علم اور تجربہ ہو۔ ہمیں تو ہمارے علم و تجربہ  
 پر روکا رہنے ان کے بحث باطن سے بھی آگاہ فرمادیا ہے اس لئے ان اقوام کے ساتھ تمام  
 معاہدات اللہ تعالیٰ کے فرمودات کی روشنی میں ہی طے کرنے چاہئیں تاکہ ان کے شر سے اور اللہ کی  
 نافرمانی سے بچا جائیں۔ مسلمانوں سے اذلی ہیر رکھنے والے ان گروہوں کے علاوہ دوسری غیر  
 مسلم اقوام سے تعلقات رکھنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی کیسے ارشاد فرمادیا۔

”جن قوم نے تم سے یہ کے اختلاف کی وجہ سے جھگڑیں اور نہ ہی تم کو نہا رہے  
 گمراہ سے نکال دے گا۔ اس کے ساتھ بھلائی اور صاف کاسلوک رہے سے اللہ حالی تمہیں منع نہیں  
 فرماتا۔ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو رہتے رہے۔ اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کے ساتھ  
 تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو نہا رہے

گھروں سے نکال دیتے تھے۔ ان کے گھروں میں دوسروں کی پشت پناہی نہ تھی۔ جو لوگ ایسے سے ہوتے تھے کہ ان کے گھر میں کسی کا گھر نہ تھا۔ (860)

قرآن کریم کی ان آیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں اور کائنات کے حکمران جیسے پاکستان کے آئین کے مطابق مملکت خدا داد پاکستان کا مقتدر اعلیٰ تسلیم کیا گیا ہے کی ہدایت کے مطابق اس ملک کی تمام پالیسیاں مرتب کریں تاکہ اس کی تائید و نصرت کے حلقہ رکھ کر اپنے جانے والے۔ حضرت عمرؓ کے یہ عقائد تھے کہ جب مصر میں اموی افواج کی فتوحات کی رقعہ رقعہ ہوئی تو آپؐ نے مجاہدین کے کمانڈر حضرت عمرؓ کو اس ماحول کو نبھانے کی ہدایت دی۔ پھر ابو جحلفہؓ اور قنوقہؓ نے لکھا کہ ”اپنی افواج کا جائزہ لو کہ کسی کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی تو نہیں ہو رہی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس لئے فتوحات عطا کرتا ہے کہ ہمارا دشمن اس کا نافرمان ہے۔ اگر ہم بھی نافرمان ہو گئے تو اللہ ہمیں اپنی نصرت سے محروم کر دے گا۔ پھر جنگ کے نتائج کا انحصار فوجیوں کی فہمی اور اسلحہ کی برتری پر ہو گا اور ہمارا دشمن دافعوں کی غلطی ہم پر فوجیت رکھتا ہے۔“ اس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی کہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت و رد و ہرمنی اور ہم پر غلبہ صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم صحتِ ایمان پر مبنی طور پر اللہ کے دین میں داخل ہو کر اس کے مانع فرما دے۔ اور سچے مفسدین کو جانیں۔ اگر ہمیں اپنے کھوئے ہوئے مقام کو دوبارہ حاصل کرنے کی جستجو ہے تو ہمیں رد و ہرمنی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مومنین کی ہدایت کو قبول کرنا ہو گا۔ چڑھائی اطاعت کرنے والوں کو قرآن کریم میں خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”ہم تم کتاب کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کے دیتے ہو۔ تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت عذاب میں اس کو پہنچا جائے۔ اور جو تمام تم سے ہو اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں۔“ (852)

## قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کے خطوط

بنام محمد قاسم ملتان

مورخہ 29 05 2003

السلام علیکم!

اللہ اللہ کرنے میں کچھ لوگ بچے، کچھ اچھے اور کچھ کچے ہوتے ہیں۔ جماعتوں میں اس طرح ہوتا ہے۔ سب کو برداشت کرنا اور ساتھ لیئر چلنا ہوتا ہے۔ آپ سلسلہ کی اعلیٰ حلیم، انفرادیت اور فضائل و کمزوریوں کو غلط کرتے رہ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ حلقہ کو وسعت دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر لگانے سے بڑی نیکی اور کوئی نہیں ہے۔ حلقہ تو حیدر پور کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس لئے سب بھائیوں کو اپنا مشن اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ ہمیں خود غیب اللہ۔ اللہ کرنی ہے۔ ہر حال میں اللہ سے خوش رہنا ہے۔ اسی پر پھر دوسرے کرنا ہے۔ اس کے سوا نہ کسی سے ڈرنا ہے نہ قہر رہتی ہے۔ کوئی مسئلہ ہو، بیماری ہو، مقدمہ ہو، عذر دست حاصل کرتی ہو، ظاہری اسباب صرور اختیار کرو۔ لیکن پھر دوسرے اللہ کی راہ پر رکھو۔ راہ کو ای کے سامنے گزرتا رہا ہے۔ لہذا اس سے مانگو پھر رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح مشکلات حل فرماتی اور نعمتوں کے روزے کھداتی ہے۔ اسی طرح کے بن جاؤ اور پھر دوسرے بھائیوں کو بھی اللہ اللہ ان حلیم بتاؤ۔ رک رکے فوائد سے آگاہ کرو اور محفل ذکر میں شمولیت کی دعوت دو، اسی طرح چارٹ سے چارٹ جتنے طے جائیں گے اور با کہ قومیہ جو دیکھیں گے۔

وہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مشکل آسان فرمائے کہ مشکلات کو آسان کرنا اس کے لئے ہو آسان ہے۔ تمام برادران کو سلام کہہ دیں۔

والسلام

بسم محمد سليم جزائري  
مورخ: 09-05-2001

[illegible]



## شیخ سیدہ عالیہ توحید یہ قبیہ جناب محمد یعقوب خان توحیدی

(سیدہ رحمت اللہ شاہ لاہور)

شیخ سیدہ عالیہ توحید یہ قبیہ بوجہ جان محمد صدیق ڈار توحیدی کے ۷ جولائی ۲۰۰۳ء اور اتوار اس دنیا سے پروہ فرما جانے کے بعد اس کی طرف سے امداد کروہ علیہ جانشین جناب محمد یعقوب صاحب توحیدی نے منصب خدائت پر فائز موصوفی رہنمائی، تعلیم سے فارغ ہو کر بعد فی مشرب موقع پر سوچ و تمام سرمدین سیدہ عالیہ توحید یہ سے بہت سی شیخ سیدہ عالیہ توحید یہ قبیہ محمد یعقوب خان توحیدی کا خشتہ تفرق تارمین راہ راہ باکھول سرمدین سیدہ عالیہ توحید یہ کسے پیش ہے۔ (۱۰۱ اور)

شیخ سیدہ عالیہ توحید یہ قبیہ جناب محمد یعقوب خان توحیدی 11 اپریل 1942 کو ایک گاؤں رشیدہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گاؤں رشیدہ ہاں ہے۔ مگر مہمانے ہوئے میں کھوٹا سڑپا قلعہ قصبہ اولہ کی کہلاؤ اگر دریں واقع ہے۔ آپ کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے ہے جو پھر ڈی علاقے کے گاؤں دی روایتی رنگی گراں سے۔ خاندان کے یہ وہ فرزند تھکاری کے پیشہ سے وابستہ ہیں۔ مذہبی حاد اس ہونے کے باوجود آپ کے خاندان میں میری سرمدی کا کوئی خاص تصور نہیں۔

جس جگہ کل مشہور ریلوے لائن بنانا ہو ہے یہاں اس سے پہلے وہ جڑواں قصبے تھے جو بعد درنہ کے نام سے مشہور تھے۔ ریاست کے وہاں نے اپنا جانشین چنا جس پر وہ بھی یوں کو اختلاف تھا۔ ان دونوں نے اس عہد پر صلہ کیا مگر ذیلی عہد بھی ہو گیا تھا۔ مدت بد ہو۔ نتیجے کے طور پر دونوں باقی بھائیوں میں سے ایک کا بیٹا، پوتا، اور دو بیٹیاں نکلیں اور دوسرے کا صرف ایک چھوٹا بیٹا بچا۔ چنانچہ یہ سب لوگ اپنے علاقے سے ہجرت کر کے اگر در کے علاقے میں آ گئے۔ حاد آف اگر در کو ایک مہم ور پیش تھی۔ مہم محمد کمال خان کمال کا بیٹا تھا جسے اس مہم کا انچارج دیا گیا اور اس خاندان کو پناہ دے دی گئی مہم کی کامیابی کے بعد انہیں جاگیر عطا ہوئی اور مستقل ملامت بھی

...ری گئی۔ سب خاص کا نتیجہ سید اکبر اب تک ساتھ ہی تھا مگر اس موقع پر اس نے اپنے بچے سے  
نی تعلیم حاصل کرے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر سید اکبر دینی تعلیم کے حصول کیلئے افغانستان  
کے ہندو فقیہ صاحبزادہ گیا۔ جب یہ مہم مکمل کر کے وہیں ہوئے تو کس خان کا انتقال ہو چکا تھا۔ بچی  
اور بھائی نے انہیں اپنی بہن کا رشتہ دیا اور جاپیہ ویش سے حصہ دینا چاہئے سید اکبر نے پیسے سے  
انکار کر دیا اور اپنی ضرورت کے مطابق مبلغ ساٹھ سو (۶۰) روپے میں ایک بیڑا کاشتکاری شروع  
کر دی۔ سید اکبر مرنے دم تک بینس رہے۔ وفات کے وقت آپ کی اولاد میں تیس (۲۰) بیٹے اور  
ایک بیٹی تھیں۔ بیڑا میں سب سے بڑے بیٹے کا نام خیر اللہ تھا۔ جو شیخ مسد علیہ تو حیدر علیہ  
حضرت محمد یعقوب تو حیدی کے والد گرامی ہیں۔ جناب خیر اللہ نے اپنے والد گرامی سے تعلیم  
حاصل کی اور فوج میں خدمت کا آغاز کیا۔ آپ حسن علی لین میں تھے مگر پرانے اسے ختم کر دیا اور  
تمام ادارہ میں بھی فارغ رہے۔ اس فارغ کے لئے ادارہ میں جناب خیر اللہ بھی تھے۔  
جناب خیر اللہ ملازمت کے سلسلہ میں بھی ملک کوئی خاطر خواہ ملازمت نہ ملنے پر اپنے  
گاؤں میں ہی رہے اور کاشتکاری کرنے لگے۔

شیخ مسد علیہ تو حیدر علیہ جناب حضرت محمد یعقوب تو حیدی کے سجدہ میں ہی فارسی  
کنب پڑھتی تھیں۔ اس کتب میں صحیفۃ النصاب، گلستان سعدی، اور بہارِ سعدی خاص طور  
پر قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے قریبی سکول میں ہی حاصل کی۔  
۱۹۵۸ء میں سولہ (۱۶) سال کی عمر میں میٹرک کیا۔ میٹرک کے بعد ایک سال تک گاؤں میں  
کاشتکاری کرتے رہے۔ اس کے بعد اپنے گاؤں کے ایک آدمی کے ساتھ ملازمت کیلئے کراچی آئے  
۲۰ مئی ۱۹۵۹ء کو ان کے بعد پاک فضائیہ میں بطور ریٹائرڈ اسسٹنٹ (Supply Assistant)  
ملازمت کا آغاز کیا۔ یہ ملازمت ۱ اگست ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۶ء تک جاری رہی۔ آپ کراچی میں ہی  
تھے جب آپ کی بانی مسد علیہ تو حیدر علیہ حضرت خواجہ عبدالعلیم انصاری سے شہداءِ تہمت ہوا سنی  
تھی خواجہ عبدالعلیم انصاری نے آپ کو خط لکھا کہ: ”پڑھو، پڑھو، وہاں کوئی سیکل کوس

ی راز۔ آپ نے ساریات پر عمل نہیں کیا تھا۔ ایک مرتبہ خواجہ عبدالحکیم انصاری نے لکھا کہ ”رچی میں بسا رہہ میں انٹرنیٹ ہے جو مال روڈ پر سول ہسپتال کے سامنے ہے وہاں جا میں اوراگلے خط میں لکھتا ہوں Accountancy میں داخلہ لے لیں۔“

قبلہ عمر یعقوب کو حیدر چیشاب رک جاتا ہے فی تکلیف میں ملتا ہو گئے آپریشن کیسے ماری پور ہوا۔ ایف ہسپتال میں ایک ہفتہ تک داخل ہے۔ جس کے بعد اسے یہ گیا تو پتھری نظر آئی اور گھر بھیج دیا گیا۔ گھر آ کر وہ بارہ تکلیف ہوئی۔ آپ نے ڈرگ روڈ (سوجو وہ شارع فیصل) کے پناہ ایف کے کیمپ کی ڈسٹری میں رپورٹ کیا جہاں آپ کو کچھ دیر سنا دیا گیا پھر وہاں سے گھر بھیج دیا گیا۔ آپ وہاں سے ماہ روڈ گئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری کے قاتل ہوئے اور وہاں داخلہ ہوا۔ وہاں ہی پر سول ہسپتال کے پاس ہی تکلیف میں داخلہ ہوا گیا۔ ٹنٹ پاتھ پر چوتری مار رہے تھے اور وہ روہ رست گائے گئے۔

اے پورا ہجیرا، سب پرواہیاں میں چھٹیاں

ہاں عاشقانے تفسیر اس نے اسے رزائیاں میں چھٹیاں

آپ نے قریب ہی سے گئے کارل پناہ، اہی تکلیف میں گھر آئے، پانی پیو، چیشاب کیسے گئے تو تنکری خارت ہو گئی۔ گھر دس ڈاکٹر نے دیکھا تو کہا کہ ”اگر یہ Detect ہو جاتی تو میجر آپریشن تھا۔“

آپ نے کہا کہ ”اللہ میا تو ہے۔“ وہ دفعہ اس نے پچا ہی ہو چکے۔“

اس طرح آپ نے حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاری کی بدیہت کے مطابق ان کے قاتل

ہوئے اور میں داخلہ لیا اور گراچی سے Accountancy کا بیچہ دیا۔

آپ گراچی میں ہی تھے کہ آپ نے اے میں آپ کو ملازمت مل گئی جس پر آپ نے

پاکستان کی ملازمت سے استعفیٰ دیا اور لاہور آ کر پناہ آئی اے کی ملازمت شروع کی۔

پناہ آئی اے کی یہ ملازمت ۱۹۲۲ء سے شروع ہوئی ۱۹۲۲ء کو ریٹائرمنٹ کی صورت میں

اختتام پذیر ہوئی۔ پی آئی اے کی ملازمت کے دوران آپ کو چار سال کئے امریکہ بھی گیا  
 گیا جہاں آپ نے اپنے فرائض منصبی سرانجام دیے۔ ریٹائرمنٹ کے وقت آپ پی آئی اے میں  
 سٹور اینڈ پرجیز آفیسر (Store and Purchase Officer) تھے۔ جب آپ ریٹائر  
 ہوئے تو آپ کے "بڑے صاحبہ" نے پاک فوج میں کمیشنڈ آفیسر زبھرن ہو کر اپنے فرائض  
 سرانجام دیے رہے تھے۔ آپ نے دہائیوں ملازمت کی۔

آپ کی شادی ۱۹۶۹ میں ہوئی۔ آپ کی بیگم رشتہ میں آپ کے خالہ زاد بھائی فیاض ہیں۔ شادی کے بعد اہل خانہ کے ہمراہ منٹار کالونی لاہور آ گئے اور کراپہ کے مکان میں مسجے سے۔ اگست ۱۹۸۰ میں اپنے موجودہ گھر E 780، لنک ر ہمنو، بلاک ڈی، منٹار کالونی لاہور منتقل ہو گئے۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے امجد یعقوب، عارف یعقوب، محمد علی اور تین بیٹیاں اعجاز یعقوب (زوجہ جناب خالد اسحاق)، نوشہہ یعقوب (زوجہ جناب کاشف ثغیر رانا)، اور عکلیٰ یعقوب (زوجہ جناب فراز احمد) ہیں۔ آپ کی والدہ حال لاہور میں ہی رہا شہ پر ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبہ اے جناب امجد یعقوب پاک فوج کی ٹرٹری کورس میں اعزیزہ کرتی ہیں۔ دوسرے صاحبہ اوے جناب عارف یعقوب بھی پاک فوج کے کنگڈوڈ میں میجر تھے جنہوں نے یہ عمارت چھوڑ کر بیروں ملک واپس آ گئی۔ چھوٹے صاحبہ اوے جناب محمد علی کچھوڈہ ساہیوال فیصلہ سے شملک ہیں۔

آپ نے ۱۹۷۶ء میں لاہور سے ایف اے اور ۱۹۷۷ء میں بی۔ پاس کیا۔ چونکہ آپ درسیات و تدریس کے اچھے طالب علموں میں شمار ہوتے تھے، تمنا ہے کہ کبھی بھی غفلت نہ کرنے اور اپنے تمام امتیازات سے فائدہ اٹھانے میں یاس کرے۔

۹۶۰ میں کراچی کی خدمت کے دوران آپ کاغذی رف سید علی والدہ شاہ اور جناب ایف محمد عمری سے ہوا اس وقت آپ کراچی کے ایک عدو ماتھ خان کوٹھ میں رہتے تھے۔ سید علی والدہ شاہ نے حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کی کتاب طریقت توحید پر پڑھنے کو کوئی اجازت

آپ نے سرسری سا پڑھا۔ سید عطاء اللہ شاہ نے پوچھا کہ یہ کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اچھی ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ نے کہا کہ کچھ کچھ۔ آپ کو پتا نہ چلا کہ یہ کیا رانا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ سے یہ تو یہ تاہم سرسری پڑھی تھی یا یہ مجھ میں نہیں آتی تھی۔ ایک مرتبہ سید عطاء اللہ شاہ کے ہاں حلقہ دیکھا۔ انہوں نے آپ کو بھی بلایا۔ اس طرح آپ ۱۹۶۰ میں سید عطاء اللہ شاہ کی رہائش گاہ واقع، کسارہ ٹاؤن میں رہنے والے حلقہ کر میں پہلی مرتبہ شرکت کرنے لگے۔

حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ سے آپ کی پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ ۱۹۶۳ میں اپنے بھائی جناب عبدالعظیم انصاریؒ سے ملنے کیلئے رچی گئے۔ آپ ملک نشینش الہی کے ہمراہ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ سے ملنے گئے۔ ملک نشینش الہی کو بھی گھر ٹاپہ نہیں تھا۔ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ نے خود میں واضح طور پر لکھا تھا کہ

”روٹ ٹرنک تھا۔ اس میں بیٹھنا۔ (سٹپ کا نام) اتر چلا۔ اتر کے سرک پار کرنا۔ تھوڑا سا آگے چلنا۔ آپ کو چھوٹا سا مالہ ملے گا۔ مالے کے تارے سرک ہے۔ سرک پر مال کر اس رستے پہنچوٹی چھوٹی پیالہ بنی ہوئی ہے۔ پیالہ گھٹتے جانا۔ ایک۔ دو۔ تیس۔ چار۔ چوتھی پٹی اس کر کے دیا ہے ہاتھ کو بھی (کوٹھی کا نام) آجنا۔ یہاں میں ہوں گا“

وہاں حضرت ہدایت کے مطابق معقدہ جگہ پہنچے۔ وہاں کا وقت تھا۔ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ ریلاکس (Relax Mode) میں آگے بڑھ کر کے بیٹے ہوئے تھے۔ جناب محمد یعقوب ناگلین وہاں تھے۔ ملک نشینش الہی بھی رہتے رہے۔ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ سے آپ سے رپا دہا تیس نہ تیس۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ ڈیڑھ گھنٹہ پرمیڈ تھی۔ اس کے بعد باقی سلسلہ خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ جب تک وہاں رہے آپ ہر روز وہاں جاتے رہے۔ رات کو باقی سلسلہ ملنے والوں کے ساتھ چھت پر بیٹھتے تھے۔ یہ مرتبہ رات کے وقت ایک مرید جو ”صدیقی“ نام سے مشہور تھے، وہاں کافیا کے دیگر مریدین کے ساتھ فوج لے رہے تھے تو باقی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ لے گیا کہ

”تم چوکی ہو۔ تم چوک رہے ہو مجھے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تم بے وقار ہو۔“  
مجھے پتہ چلتا ہے۔“

کراچی قیام کے دوران آپ کے ساتھ ایک اور دوست رہتا تھا، جس کا نام غلام نبی تھا اس نبی بائیس اور خرتیس پچکان تھیں اس وجہ سے اسے ”جس“ کہا جاتا تھا یہ غلام نبی جن کے کنٹین کے موقع پر لاہور گئے۔ کراچی سے آپ نے اسے ایک خط لکھا کہ  
”تم لاہور سے ملنے چلے گئے ہو، اب یہ بچہ و بیل چھوڑ آنا اور اللہ کرنا۔“

اتفاق سے وہ خط غلام نبی جن کو حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے سامنے ملا۔ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے ملک بخشیش الہی سے پوچھا کہ ”کس کا خط ہے؟“ انہوں نے بتایا کہ ”ایک دوست میں کراچی میں اس کا خط ہے۔“ باقی مسئلہ نے کہا کہ ”شوفا“ کیا لکھا ہے؟“ ملک بخشیش الہی نے بتایا تو حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے کہا کہ

”یہ بچہ واقعی چھوڑ دینا اس کا کہنا مارو۔ وہ تہہ راز ف بھائی ہے۔“

اس وقت تک آپ بیعت نہیں ہوئے تھے۔

۱۹۶۲ء میں لاہور کنٹین کے موقع پر کراچی کے غلام نبی بیعت ہوئے۔ ان کے

معمولات میں وضع نہ دی گئی۔

عید الاضحیٰ قریب ہی تھی۔ حاج محمد مرتضیٰ صاحب نے عید کے موقع پر قربانی کرنا تھی۔ ملک بخشیش الہی علیہ الرحمۃ میں مدی کے کنارے رہتے تھے۔ یہاں امر ۷۷ کا ورثہ تھا۔ اس جگہ قربانی کا نو ذبح کیا گیا۔ اسی جگہ چاول پکائے گئے اور کھانا تیار ہوا۔ نماز ظہر کے بعد آپ کو بیرون دستوں کے ساتھ ملک بخشیش الہی نے حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کی بیعت کیا۔

سرتاج احمد خان صاحب کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر سال پشاور سے آنے والے اپنے ساتھ مشائی لے لے اور حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے ہاتھ پر بیعت ہو لے۔ ۱۹۶۷ء میں کنٹین لاہور کے موقع پر جب سرتاج احمد صاحب صاحب بیعت ہوئے گئے تو آپ نے کہا۔



”ہاں جی حق میرا بنتا ہے نہ میں بیعت ہوں۔ مجھے ملک صاحب نے بیعت کیا تھا، وہ تو چلے گئے۔“  
حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے فرمایا کہ یہ روایتی۔ حق تو آپ کا بننا ہے بیعت  
ہونے کا۔ اس موقع پر آپ نے بائی مسند عالیہ قادیانہ حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے دست  
مبارک پر بیعت کی

کراچی میں پانچاں مختلف مقامات پر حلقہ کر ہوا تھا۔ آپ رچی کے تمام حلقہ  
جات میں جاتے۔ ملک کشیش الہی آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ جہاں جاتے آپے ساتھ  
لے جاتے۔ آپ نے شروع سے ہی ذکر کی پابندی کی۔ مطالعہ کا کچھ خاص ذوق نہ تھا مگر س کے  
واجو آپ نے کراچی میں کچھ کتابیں لکھی کر کے ایک لائبریری بنائی۔ اتفاق سے شیخ مسند  
عالیہ قادیانہ جناب محمد صدیقؒ اذہ حیدریؒ اب اس کو رنگی ریک میں تعینات تھے اور وہ اس پر ایک  
لائبریری بنا رہے تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ اگر کوئی کتابیں ہیں تو مجھے دے دیں۔ مگر آپ  
نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ ”میں بھی کلمھی کر رہا ہوں۔“

عطا اللہ شاہؒ وہ حلقہ ڈرگ روڈ تھے کہ اس کا سباطہ سر کو دھا ہو گیا۔ آپ کو ان کی جگہ  
۱۹۶۳ء میں خادم حلقہ بنا دیا گیا۔ بائی مسند حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے آپ کی ذمہ داری  
انکائی کہ رچی کے تمام حلقہ جات سے حلقہ فضا اچھا کر کے اس میں کریں۔ آپ تمام حلقہ جات  
میں جاتے اور حلقہ فضا اچھا کرتے۔ بائی مسند سے وہ میں لوگوں نے قرض لیا ہوا تھا۔  
یہ ذمہ داری بھی آپ کی لگی کہ ان لوگوں سے رابطہ کر کے قرض لی ہوئی رقم واپس لیں۔ آپ نے  
اس کیلئے بھی کوشش کی مگر فقیر سے لئے گئے پیسے بھلا کون دیتا ہے۔ آپ بھول نہ رہے۔

لائبریری قائم کے دن اس بھی آپ کا تعلق بائی مسند سے مندر دعوت کا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا  
کہ حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کہتے کہ

”و میرے عارف بیٹے کے پاس چلتے ہیں۔“ اور وہ آپ کے پاس آ جاتے۔

لائبریری میں یعقوب نام کے تین افراد مسند عالیہ قادیانہ میں تھے۔ ایک میں یعقوب

دوسرے یعقوب کھٹی ہاؤس کے سرے محمد یعقوب سان تیس سال میں داڑھی صرف آپ ہی کی تھی۔ اسنے آپ کا نام موبوئی محمد یعقوب مشہور ہو گیا۔ اگرچہ آپ اپنا شمار م سے لوگوں میں کرتے ہیں مگر ہائی سلسلہ حضرت خواجہ عبد العظیم انصاریؒ نے کئی بار فرمایا۔

”عمر ایسا عارف بنے گا“ ”اوسمیرے عارف بننے کے پاس پہلے میں“  
 لاہور میں آپ باقاعدگی سے ہائی سلسلہ کی محافل اور حلقہ کر میں شرکت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ عبد العظیم انصاریؒ اس دارقالی سے پردہ فرما گئے۔ ان سزا محمد حسین نے آپ کو ہائی سلسلہ کی بات کی فون پر اطلاع دی۔ ڈاکٹر محمد حسین ڈار نے جزل سول سرورے آف پاکستان (Director General Soil Survey of Pakistan) تھے۔ حضرت خواجہ عبد العظیم انصاریؒ نہیں بہت پسند کرتے تھے اور کہتے تھے نہ مجھے ایسے لوگ پسند میں۔ حضرت خواجہ عبد العظیم انصاریؒ کے سال فی زمین سر آپ ایوٹی سے دایں گھر آئے۔ بیگم صاحبہ کو ساتھ لے کر آستانہ عالیہ وحید یہ ۹۴۔ جی ماڈل ہاؤس۔ لاہور آ گئے۔ یہ ظہر و عصر کا برہائی، وقت تھا۔ رات کے وقت آپ نے میاں بھٹی کے ساتھ مل کر حضرت خواجہ عبد العظیم انصاریؒ کو غسل دیا۔ یہ دونوں حضرات غسل دے رہے تھے اور ساتھ ہی ایک مولوی صاحب مددایت، رہے تھے۔

حضرت خواجہ عبد العظیم انصاریؒ نے جب حضرت عبدالستار کو حقیقتاً سر پر یہ سلسلہ کو بیعت کرنے کا حکم دیا تو بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور بہت سے لوگوں نے بیعت نہ کی۔ آپ کو اس بیعت کے بارے میں علم نہیں ہوا اس لئے بیعت نہ ہو سکے۔ ہائی سلسلہ مد فین کے بعد حضرت عبدالستار آستانہ عالیہ وحید یہ کے برآمدے میں تشریف فرما تھے نہ ان کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ بیعت ہو رہے ہیں تو آپ بھی بیعت ہو گئے۔ جب ہر لکھتے تو سید عیسیٰ اللہ شاہ نے کہا۔

”آپ کو کیا جملہ کی تھی کہ بیعت ہو گئے؟“

اس وقت سے آپ کو اندر نہ ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں حضرت عبدالستارؒ سے کچھ اختلافات ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ کی وفات کے بعد آپ دس مرتبہ آستانہ عالیہ توحید گئے مگر اس کے بعد جانے کو دل نہیں آیا۔ کافی دیر بعد آپ نے محمد قاسم توحیدؒ کے ساتھ آستانہ عالیہ توحید جانے کا پروگرام بنایا۔ جب آپ آستانہ عالیہ توحید پہنچے تو حضرت عبدالستارؒ نے آپ کا بھرپور استقبال کیا۔ آپ کا آستانہ عالیہ توحید میں یہ ہے، اہل علم اہل کام دکھایا گیا، اس سے لڑخت پر اس کریم مشکوٰۃ لکھی جسے آپ سے تقسیم کرایا گیا۔ خوش خوش اجارت لی اور آپ کے بقول

”جاہر نکلے تو میں جیسے بند ہو گیا ہوا اور اس پر میرا لگ گئی ہو، وہی کیفیت پیدا ہو گئی۔“

اس واقعہ کے بعد آپ تاحال آستانہ عالیہ توحید G-92، ایل ٹاؤن لاہور میں گئے۔ آپ اگست ۱۹۸۰ء سے قبل اپنے مہاجر گھر کے سامنے ایک کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ یہ مکان حضرت عبدالستارؒ کے ایک مرید اعظم علی بن فلیت تھا۔ اعظم علیؒ آپ سے پوچھا کہ حضرت عبدالستارؒ کے پاس جائیں مگر آپ نہیں گئے۔ جنوری ۱۹۸۰ء میں جب آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا تو حضرت عبدالستارؒ آپ کی رہائش گاہ پر فاضلہ کیسے تشریف لائے، جب حضرت عبدالستارؒ کا وصال ہوا تو آپ کو اس کی خرافیک عرصہ بعد ہوئی۔ پھر مراد آپ کے پاس آئے اور بتایا کہ حضرت عبدالستارؒ نے اپنے داماد غلام رسول شہد کو اپنا خلیفہ بنا دیا ہے۔“

آپ نے کہا کہ وہ تو داماد ہیں انہیں کیسے خلیفہ بنا دیا ہے؟

پھر مراد نے کہا کہ اسی لئے تو آیا ہوں کہ انہیں ہوں۔ آپ کو حکم نامہ ملے گا کہ کہاں انہیں ہونا ہے۔ ایک مرتبہ انتشار کے دنوں میں میں انصاریؒ آپ کے پاس دفتر آئے۔ انہوں نے حال احوال کے بعد آپ سے کہا کہ ”آپ میرے ساتھ آجائیں۔“ لیکن آپ سے انکار رہا۔ آپ نے اکتوبر ۱۹۹۱ء میں کوئٹہ اٹالہ میں ہونے والے مشاہداتی اجتماع میں شرکت کی جہاں مین سید عالیہ توحید نے متفقہ طور پر جناب محمد صدیق ارفو حیدریؒ کو شیخ سلسلہ

عالیہ تو حیدریہ کے منصب کی ذمہ داری سونپی اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ نے بھی مجازیں کرام کے دستوری فیصلے کو کھٹہ قبول کیا اور شیخ مسد علیہ تو حیدریہ جناب محمد صدیق ڈار تو حیدری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شیخ مسد علیہ تو حیدریہ جناب محمد صدیق ڈار تو حیدری سے آپ کو ۲۰۰۰ میں اپنا مجاریہ حالی مقررہ کے تحریریں پرہانہ جاری فرمادیں۔ آپ مسد علیہ تو حیدریہ سے پوری سادگی سے وابستہ تھے کہ شیخ مسد علیہ تو حیدریہ جناب محمد صدیق ڈار تو حیدری نے سالانہ کوشش ۲۰۱۱ کے موقع پر آپ سے سالانہ خطبہ کے موقع پر آپ کو اپنی خلافت و رجائش کیلئے نامزد فرمایا۔ آپ نے بے مرشد جناب محمد صدیق ڈار تو حیدری کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کر دیا۔ جب شیخ مسد علیہ تو حیدریہ حضرت محمد صدیق ڈار تو حیدری سے جو ۱۲ جولائی ۲۰۱۲ کو ذاتی مراسلے سے پردہ فرمائے تو آپ نے تحفہ تہنیت سے فارغ ہو کر بعد از نماز عصر تمام حاضرین سے شیخ مسد علیہ تو حیدریہ کے منصب پر تجدید بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تقاضا عطا فرمائے اور مسد علیہ تو حیدریہ کیلئے آپ کے درگاہ عرش بہت بڑے۔ آمین یا رب العالمین

صورۃ علیہ السلام نے فرمایا: میری ساری امت ہی جنت میں چلی جائیگی مگر جو خود ہی انکاری ہو صیہ کرام نے دریافت کیا: کون سے جو جنت میں جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس سے انکاریا (یعنی جنت میں جانے سے انکاریا) (صحیح البخاری)

## احسان کا بدلہ احسان

(پیر خان کو حیدری)

اسلام چونکہ ایک ناقی نہ رہا ہے یہ اپنے پیروں کو اچھے کام کرنے اور برے کاموں سے منع کرنے کا حکم دیتا ہے احسان اچھے کاموں میں ایک ایسا عمل ہے جس کا مفہوم بہت وسیع ہے احسان اسلام کی بندہ ترین منزل ہے۔ حسان دراصل اللہ اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کے ساتھ قلبی جھگڑا اس کی گہری محبت اس کی سچی دعا داری اور چاہ شاری کا نام ہے۔ تقویٰ کا اس کا تھوڑا سا ثلث ہے جو ان کو اس کی ناراضگی سے بچنے پر آمادہ کرتا ہے جبکہ احسان کا اس کا حصہ اللہ کی محبت ہے جو ان کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے پر اکھڑاتا ہے اس میں ان کے فرق کو چوبیس سمجھئے۔ ایک بادشاہ کے کچھ ملازم ہوتے ہیں جن میں ایک گروہ میں ایسے ملازم ہیں جو نہایت فرض شناسی و تندہی سے وہ تمام خدمات ٹھیک ٹھیک بخالتے ہیں جو ان کے سپرد کی گئی ہوں تمام ضابطوں اور قواعد کی پوری پوری پابندی کرتے ہوں اور کوئی ایسا کام نہ کرتے جو ان کے لیے ہوا نہ ہو۔ اس کے علاوہ ان کے اسرار و عقائد مختلف و فساد اس اور اس کے خلاف ہے جو دل چاہ سے بادشاہ کے خیر خواہ ہوتے ہیں صرف ان خدمات انجام نہیں دیتے جو ان کے سپرد کی گئی ہوں بلکہ ان کے دل کو ہمیشہ یہ فکر لگی رہتی ہے کہ بادشاہ کے مفادات کو پادشاہ سے زیادہ کس طرح رقی دی جائے۔ اس میں اس و فرض اور مطالبہ سے بڑھ کر کام کرتے ہیں۔ بادشاہ کے حکم پر وہ جانت و مات اور وہ سب کچھ قربان کرے پادشاہ کو جانتے ہیں ان کی دلی خواہش میں ملکی ہوئی ہے کہ ان میں ہمارے بادشاہ کا پول پالے ہو۔ ان دونوں میں پہلی قسم کے لوگ بادشاہ کے خیر خواہ ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے لوگ محسن جو بادشاہ کی اصل طاقت ہوتے ہیں، کی طرح اسلام کی اصل طاقت کا سرچشمہ بھی محسن بنائے ہوئے۔

ہر وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہو احسان کے ذمہ میں آتا ہے

مثلاً کسی کی خدمت سنا کی وقرض یا کسی سے خندہ پوشائی سے بات کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں اسی عمل صالح میں شامل رہتی ہیں اور یہ عمل اپنے قریبی رشتہ داروں سے پھیلتا ہو معاشرہ کے دوسرے طبقوں تک پہنچ جاتا ہے۔ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ماں باپ کے ساتھ احسان کر، قرابت داروں، مسکینوں اور مبراہوں کے ساتھ بھی احسان کر۔" سب سے پہلے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ دوسری جگہ سورہ رحمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کیا بدو ہے احسان کا مگر احسان"۔ یعنی اگر تم پر کوئی احسان کرتا ہے تو تم بھی اس کے بدلے میں اس پر احسان کرو۔

مسکینوں کے پسندیدہ احوال و رہنما اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ احسان اور بھلائی کا بدلہ دیتے ہیں۔ احسان ناشان نہیں کرتے بلکہ حساب دیتے ہیں ممبر اور شکر گزار ہوتے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہیں کہ جب تم کسی کے ساتھ احسان کرو تو اس کے بعد احسان چنگ کر سے شرمندہ نہ کرو اور نہ ہی سے ایذا پہنچاؤ اللہ کا سب کچھ جانے اور دیکھنے والا ہے۔

احسان کوئی معاشرتی چیلنج یا خوشامد نہیں جس میں مزاجیوں اور خواہشوں کی غرضی ہوئی ہے جسے لوگ اپنے مصالح اور مفادات کو پیش نظر رکھ کر انجام دیتے ہیں یہ تو ایک ایسا عمل ہے جو بغیر کسی ریاکاری اور طمع کے محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرے کہ اسے کیا جاتا ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی اللہ ہی کے پاس ہے اسی لئے علامہ فرماتے ہیں۔

جس کا عمل ہے بے عرصہ اس کی جزا کچھ اور ہے

حور و خدام سے گزر رہا وہ عام سے گزر

لیکن احسان کسے والہ حال میں شکر یہ کا مستحق ہے جو اس کے ہر کچھ پر مصداق اور منافع کا ظہور ہو یا نہ ہو۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ اس نے احسان اور بھلائی کرنی چاہی اس لئے وہ دل کی گہرائیوں سے شکر یہ کا مستحق ہے۔ اسلام نے مسکینوں میں یہ کردار رائج کرنے پر



اس قدر رزہ روپا سے نہ اس نے لوگوں کے احسان پر اس کا شکر ادا کرنے کو اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ جوڑا ہے اور بندوب میں سب سے زیادہ شکر گزار اس بندے کو قرار دیا ہے جو لوگوں کے احسان پر اس کا شکر گزار ہوتا ہے بلکہ سلام لے بھی مانتا ہے کہ جب تک لوگوں کے احسانات اور بھلائیوں کا شکر ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ کا شکر کس بھی نہیں ہوتا جو شخص اپنی زبان سے شکر یہ کے طے پر ایک لفظ بھی ایسا نہ نکالے جس سے حسرت کرنے والے کا دل ٹھنڈا ہو اس کی عزت اور شرافت کو تحریک ملے اور خوش خلقی میں اضافہ ہو وہ خواہ اپنی زبان سے کتنا ہی اللہ تعالیٰ کا انکی نعمتوں کا شکر ادا کرے وہ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس نے بندوں کے احسان کا انکار کیا۔ احسان فرموشی کی بدولوں میں خیر کے چشموں کو جھلک کرنے کی کوشش کی۔ لہذا جب بھی کوئی احسان کرے اس کا شکر دل کی گہرائیوں سے ادا کرنا چاہیے اور رباب سے بھی دوپول ہل کر شکر گزار کی کا انہار سنا چاہیے۔ حسرت نہ اٹے کا شکر یہ ادا کرنے میں ایک کام کی امثالیت اس پر حیرت افزا ہے اور غریب ہوتی ہے سب بھری بندہ حسن سوک نکتہ رسد واہ اور احسان شناسی کا عادی ہو جاتا ہے جس سے معاشرہ کے افراد میں الفت و رحمت کے رشتے مستحکم ہوتے ہیں اور ان کے دل شیک کام کرے پرمادہ ہوتے ہیں اور یہی چیز سے جسے سلام اپنے معاشرہ میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ احسان شناسی ایک باطنی اور قلبی کیفیت کا نام ہے کسی بستی کے لئے کیے ہوئے احسان اور عطف و کرم کو چاہئے اور مانے کا نام ہے۔ احسان شناسی سے محبت اور ایمان کے سلسلے پھولتے ہیں۔ اگر کوئی انسان اس کے برعکس کسی کی مہربانی سے اور ری ہوئی نعمتوں سے آنکھیں بند کرے یا ٹکار کر دے تو اسی کا نام ناشکری اور کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں یہ سمجھ لیں کہ احسان شناسی شکر اور ایمان کی نشان دہاں ہے اور سراسر اموشی یا شکر کی یا کفر کی راہ ہے۔ شیطان جو انسان کا زلی دشمن ہے اس کا بنیاد ہتھیار یہ ہے کہ وہ آدمی کو نفسانی خواہش سے اور مادی لذات میں ایچھا کر احسان شناسی اور شکر و ایمان کی راہ سے ہٹا دے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا جو حکم دیا ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ انبوی

نے تمہیں پالنے پوسنے میں جو مشقت برداشت کی اور ماضی کے ٹھکانے اس کارلی احساس کردادہ اس کے ساتھ شفقت اور رحمت کا سوا کچھ ان کی خدمت کو جو جہ نہ ہو اور نہ ہی اسٹاپٹ کا اظہار ہو۔ "شر میں احسان کے ایک بچے الفہ کا کچھ حصہ جو میں نے ایک ہفتہ روزہ رسالہ "ایشیا" میں پڑھا قارئین کی دلچسپی اور راقی کے سے پیش کرنا ہوں

یہ واقعہ کویت کے ایک ایسے شخص کا ہے جو خیر و بری اور نیک اعمال میں مصروف تھا ایک دن اس نے گھر شریہ نے کاراؤن کیا وہ حیدر آباد کی شریہ فروخت کرے والی ابھسی کے پاس پہنچ گیا اس نے ابھسی والی کو بتایا کہ اسے ایک گھر خریدنا ہے جس کی قیمت اتنی ہو اور وہ گھر تیار ہو، غیر وہ غیر وہ ابھسی کو اس سے مراد کیا اور بتایا کہ اس کے پاس اس سہائی میں شرائط کے مطابق ایک گھر کیلئے کے لئے ہو جو ہے اگر آپ چاہیں تو وہ دیکھ سکتے ہیں۔ اگر پسند آئے تو شریہ لیجئے۔ اگلے روز وقت مقررہ پر رائل اسٹیٹ ابھسی کا ملازم اس نیک شخص کا ایک گھر میں لے گیا تا کہ وہ اس کا معاوضہ کر سکے۔ گھر دیکھتے ہوئے اس شخص کی ٹکا ہوا چائیک گھر کے ایک کونے میں بیٹھی ایک خاتون پر پڑی جس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے چھوٹے ہوئے دعا کر رہی تھی اور یہ دعا بھی ہمیں اس شخص کے خلاف اللہ کافی ہے جو ہمیں زندہ رہتی اس گھر سے نکالنا چاہتا ہے۔ وہ شخص اس گھر سے فوراً ہوا گیا۔ ابھسی کا آدمی اس کے پیچھے بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا ہاں جناب آپ کو گھر پسند آیا؟ وہ شخص کو پسند نہ پسنے کی بات تو بعد میں کریں گے پہلے یہ بتاؤ کہ اس عورت اور اس کے بچوں کی کیا کہانی ہے؟ جناب اس عورت کا خاوند کچھ عرصہ قبل وفات پا گیا ہے اس کی بیوی بچہ ہیں۔ پہلی بیوی کی اولاد ہی ہے وہ اس گھر کا فروخت کر کے ورثہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں جبکہ اس خاتون کے پاس کوئی دوسرا گھر نہیں اب پریشان ہے کہ اگر یہ گھر فروخت ہو گیا تو وہ چھوٹے چھوٹے تقسیم ہو جائیں گے۔ مگر دوسرے دن اس گھر کا فرو

لڑخت مرنے پر مھر مں۔ اس بھلے آدمی نے یہ ٹھنڈی سانس لی کہ ریسے گا اس گھر کی قیمت کتنی ہے؟ ملازم نے قیمت بتائی تو کہنے لگا میں یہ گھر خریدتا ہوں اور کل تمہیں مطلوبہ رقم مل جائے گی تم لوگ اس کی تہہ پٹی ملکیت کے پتھڑات تیار کرو۔ پسو دلہن میں یہ گھر اس شخص کی ملکیت میں آگیا اس سے اس کی قیمت بھی اور وہی رقم وٹا اس تقسیم بھی ہو چکی تھی جبکہ اس قانون اساسی کے بچے کو بھی قانون شریعت کے مطابق جعل کیا تھا۔ پھر یہ دن بھی شخص جو اس گھر کا بانی ملک تھا اپنے گھر میں داخل ہوا۔ یہ عورت سے اس شخص کو دیکھا تو صبح پریشاں ہو گئی اسے یقین تھا کہ اب وہ بچوں سمیت اس گھر کو خالی کرنے کا حکم دے گا۔ اس عورت کے پاس سوائے روئے اللہ سے خبر کی دعا کیں مانگنے کے کوئی چارہ نہ تھا وہ شخص اس کے قریب آ کر کہنے لگا۔ بہن راتے اور پریشاں ہونے کی ضرورت نہیں یہ کاغذات پکڑو میں نے یہ گھر تمہارے نام منتقل کر دیا ہے اب یہ گھر تمہارے اور تم میں گھر بن بلا شرکت غیرے کا ملک ہو تمہیں اس گھر سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ خاوں کو اس نیک انسان کے الفاظ پر یقین نہیں آ رہا تھا لیکن جب اس کو یقین ہوا کہ اس یہاں اس کی بات درست ہے تو اس نے روئے اللہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا دیا۔ وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی اور اس شخص کے شکر کے ساتھ ساتھ اس کی عاقبت اور اس کے کاروبار مال و جان و رزق میں فراخی کے لئے دعا کیں کئے چاہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی کہ اللہ تمہیں بے حد و حساب اور بے جگہ سے رزق دے جو میرے دو ہمہ نگار میں بھی نہ ہو۔ اس شخص کو واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنا دوازا کھولا کہ وہ کویت کے امیر تریہ دویم میں شمار ہونے لگا یہ بات تو طے شد ہے کہ احسان کا بولہ احسان ہی ہوتا ہے۔ وہاں سے یہ اللہ رحمت و رحیم ہم کو بھی احسان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## بہار ہو کہ خزاں

(مولانا حالیؒ کا حالہ سیف اللہ)

کامیابی اور ناکامی، جیت اور ہار انسان کی زندگی کا سہمی ہے، اسلام کی نگاہ میں غلبہ اور کامیابی حق پر ہے لیکن اور مقلد جیت اور غلبہ کی ناکامی کسی جیت کے غلبہ پر ہے یا اس نسبت پر جس جیت کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں، ایسا ہوتا تو کبھی غرور کو سدھام پر غلبہ کی صلیب حاصل نہ ہو پاتا لیکن یہاں وقت اور تہذیب و تمدن کی شکست کا سامنا کرنا پڑا، بددینی لڑائی پر روسمانی کی تھی اس میں مسلمان کو فتح دیوں، غزوہ دین اور احد میں غزوہ دین، لیکن ایک میں اہل اسلام دوسری میں آخری مرحلہ میں مسلمان شکست سے دوچار ہوئے تاکہ برے وقت میں بھی امت کیلئے نبی کا اسوہ موجود رہے۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان کا ہاتھ حق اور خدائی کیلئے اٹھے چنانچہ نہ وہ اصل کامیابی سے انحراف نہ کرے نہ کوشش تیرہ تیرہ نہ سوتے بھی اس بات کا نام نہیں در غفلت میں عداوت بہر صورت ناکامی ہے، جو بظاہر نتیجہ اس کے حق میں ہو جائے۔

اصل میں یہ دونوں گھڑیاں اہل ایمان کیلئے امتحان کی ہیں، مومن وہ ہے کہ جب فتح منہ ہو اور کامیابی اس کے قدم چومے تو اس کا سر جھکا ہوا ہو، اس کی زبان پر اللہ کی حمد ہو اس کی پیشانی اللہ تعالیٰ کے سامنے خم ہونے کو بے قرار ہو جائے، وہ اکثر لوگ جس جگہ نہ ہو جائے تو صبح و یا رات اس کے ایک ایک انگ سے نہاں اور غرور و تنبیہ اس کے ایک ایک بول سے ظہور ہو، جن سے اس کا اختلاف رہا ہو اس کیلئے درہم فی طرح نرم ہو جائے، فتح منہ کا موقع ہے اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کے چار ساتوں کیلئے خوشی کا یہ موقع ہو سکتا ہے؟ جہاں ٹھکرا گیا، جھٹلایا گیا، ارض و مٹی چھوڑ کر نکلنے پر مجبور نہ کیا، اور سر پہ احرام مصر رہو، آج بھی سر زمین مکہ آپ کے استقبال کیلئے لی کی آنکھیں پھلے ہوئے ہے اور دل ہر احوال قیام کا لشکر جہاں راہِ سرِ حضرت آپ ﷺ کے قدموں میں چھو کر رکے کو تیار ہے۔ یہ موقع ہے پر جوش و خروش

کاوشوں پر کم فہم واریوں اور طعنہ اندازیوں کا سہہ تھا اور سرکار نے خیر کے اچھے بندہ کو  
جشن فتح کا یاللف نہ کیا لیکن آج آپ ﷺ پر عیدیت و منفی کاریگاریوں سے بڑھ کر ہے،  
انہی پر سوار ہیں، نہایت مبارک حمد الہی سے اسے جو اضع سے سر مبارک جھکا ہوا اور رہاؤتی کی  
کوہان سے لگ جاتا ہے، مسئلہ میں داخل ہوئے تو حضرت اُمہانی کے گھر کا اپنی میزبانی سے روٹل  
جیسی اور یہ ہیں غسل کر کے نہر شہراہ فرمائی۔

اگر کبھی ہزیمت ہو، شکست ہو، ظاہری ماکامی سے انسان وہ چار ہو، تو اس وقت بھی  
جو رن گانم رہے، صبر و استقامت کی راہ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے،  
طاف کے واقعہ سے بڑھ کر کوئی تکلف، وہ واقعہ آپ ﷺ کی حیثیت میں پیش نہیں کیا، یہ واقعہ  
آپ ﷺ سے اہل مکہ سے بھی نہ ثابت ہوا، پھر وہ نہ ہاں نے جسم مبارک کو زلہاں سر ہوا  
آپ ﷺ اس کے گھروں گھڑی میں اللہ سے رجوع ہونے اور ایسی راہ گیری، عاقبتی نہ آج بھی  
قلب سیم اس سے رزق مٹتا ہے، مگر اس وقت بھی نہ ہاں پر اپنی قوم کیلئے دُعا کے الفاظ میں  
اور حدائے رحمت سے کوئی گلہ نہیں، بلکہ ایک ایک نقطہ سے صبر و رضا ظاہر ہے۔

ایمان انسان کے، ذرا اللہ کی مشیت پیدا کرتا ہے، جس انسان کے اللہ بعد کا خوف اور  
اس پر یقین پیدا ہوتا ہے، پوری دنیا سے بے خوف ہو جاتا ہے، اس لئے کہ وہ یقین رکھتا ہے،  
شیخ و نقصان کے فیصلے، یا اس نہیں آسمان میں ہوتے ہیں، اللہ کی مشیت کے بغیر نہ کوئی اسے نفع  
پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ ایمان انسان کو پھیر کر اور اصولوں پر سمجھوتہ سے باز رکھتا ہے، مگر  
رد کی میں مسلمانوں پر کیا کچھ آزمائشیں نہ آئیں، کہ کن کن اقلوں سے نہیں گزرے؟ اور اس  
کو وہ حق سے منحرف کرنے اور کفر، شرک سے سمجھوتہ کرنے کیلئے ترغیب کے یا ہوسٹل اختیار  
نہ کیے گئے؟ ماں و زور کے، اصل عہدوں کے، حکومت، اقتدار کے اور حسن، جمال کے، فکر و عبادت  
کی قوت نے کبھی پائے استقامت میں ہزول نہیں آئے وہ مسلمان جہاں نہیں بھی رہے، اصلی  
پیشانی صرف اللہ کے سامنے جھکتی ہے، وہ حالات کے سامنے پھر نہیں ڈاں سکتا، وہ خدا کی ہمت

دو حصہ سے محروم نہیں ہو سکتا۔ اپنے ضمیر کا سوا نہیں رہ سکتا۔ "وایما شر فی نہیں اور اس کے ہیں: ایسے کا سودا نہیں کیا جا سکتا۔"

"اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے" یہ احساس اس کو ہوجوں سے کھینچنے کا حوصلہ بخشتا ہے اور دوسروں کو گرم کوسہتا ہوا اپنا منزل کی طرف دھان دھان رہتا ہے، ہر حال میں اللہ کی طرف۔ جگا ہو، کچی ایک مسجد کے لئے اسل اسوہ ہے۔

جب انسان پر رزق وقت آئے، ایسے سکران مسلط ہوں یا اسے لوگ سکرانی سے قریب پہنچ جائیں جس سے ظلم، جبر اور حق تلفی و نا انصافی کا اندھہ ہو تو اپنے اعمال پر نگاہ کرتی جا ہے کیونکہ انسان کے اعمال ہی کے مطابق اس کو حیران بھی پیش آتے ہیں۔ جب دارشہ ہے، دلی پر حملہ کیا، اور بلی نوح کیا تو ایک برگ نے فرمایا کہ اگر یہ بد اعمالیوں نے مار مار کر صبر و استقامت رکھ دیں، شامت عین و صبر و استقامت ہو کر آفت۔ "اس لئے یہ حالات دعوت سے ہیں نہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور اپنے حالات پر نظر کریں نہ کہ ہماری بد اعمالیوں سے۔" ہمیں یہ بات تک پہنچا دے، فرو بند نہ باقی وہ شکلی، رجوع الی اللہ کی کی، حکام الہی کے ساتھ ہے یا نہ اور دین سے واری، رب خلقی لے تو نہیں اس صورت حال سے وہ چار نہیں کیا؟ غرض مومن کی نگاہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی جا ہے، نہ فتح مندی اسے مغرور رہے، نہ ظاہری شکست ہا یوں بہت ہمت۔

بے ہوا ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ



## پیر و مرشد کی یاد میں

(عبدالرشید ساہی)

وائے گلشن چیں اجل کیا خوب تھی تیری پسند  
پھول وہ توڑا کہ ویراں کر دیا سارا چمن

ہمارے ہاں محسن پیر و مرشد فاضل دین دار صاحب تیسری 07 جولائی 2013ء ز  
اتوار تبھہ کی پر کیف سائتوں میں اس دار فانی سے دار بقائیں چلے گئے اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص کرم  
کے صدقوں کو جنت النور دوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ لواحقین اور روحانی رشتہ داروں و  
صبر جمیل عطا فرمائے۔ یہ صدمہ اللہ فی رضا پر نظر رکھتے ہوئے برداشت کرے کی تو میق اور ہمت  
عطا فرمائے آمین

کافی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ پیر و مرشد کی یاد میں کچھ تحریر کروں مگر ہمت نہیں ہو رہی  
تھی دل کی کیفیت عجیب تھی لاکھ بھر کیا دل کو دار سے دیو دوستوں مریدوں نے بھی بہت اسد دیا  
لیکن صدمہ بعد صدمہ ملتا ہوتا ہے میں ناچیز تو کچھ بھی نہیں خطا کار ہوں۔ خزانہ کو خدا تعالیٰ نے  
اس سات عطا فرمائے ہیں جس طرح گریب و مدد محسوس کرتا ہے اسی طرح خوشی و غم بھی محسوس  
کرتا ہے۔ پیر و مرشد کے بچھڑنے کا صدمہ کوئی چھوٹا صدمہ نہیں ہے۔ مرشد روحانی باپ ہوتا ہے  
مرشد سے عقیدت کے ساتھ محبت مانا بھی اہل سلب کا شعار ہے۔ ایک مرتبہ قبیلہ پیر و مرشد نے  
فرمایا۔ ہمارے بچے کو وہ دھچکتی ہے اسی طرح مرشد اپنے مرید کو خوش جگہ دیکر پاتا ہے۔  
یہ عام بات نہیں ہے یہ محبت و ریں راہوں کی بات ہے یہ عشق و انکس کی بات ہے پیر و مرشد کی  
موجودگی میں کچھ یاد نہیں تھا اب ان کے فراق میں ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرہ دل کی  
واپس میں گونج رہا ہے۔ پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے مای صاحب میں یہاں مرکز پر ایسے ہی  
نہیں بیٹھ ہو بلکہ محل اور جواہر دیے کیلئے بیٹھا ہوں۔ مگر ان کا پیسہ ۱۰ کوئی نہیں سنا

مزید فرماتے ہیں میں مرکز پر سرکاری بندہ ہوں، اختیار ہوں مگر کسی کو بھی طلب ہی نہیں، کسی کو اس لغت کا ادراک ہی نہیں۔ جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو پھر پھر لوگ کی چادریں چڑھائی جائیں گی اور خوب روئیں ہوگی فرمایا کرتے تھے جب کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی بات سارا ہوتا ہے بہت کم لوگ وہیں سرتے ہیں جب وہ دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر عرس اور میلے کروائے جاتے ہیں مگر چادر یک چیر کی قبر پر ڈال دی جاتی ہیں۔ اگر تئیں اور مومن تئیں چلائی جاتی ہیں جب وہ طیب ان کرلوں کا علاج کرنا ہے بہت کم خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جو رجوع کرتے ہیں۔

میں محمد صاحب بھی لڑا کرتے ہیں۔

پیر طیب اسی سبب رو کی غفلت پر دے پائے

سے۔ سچے تھے، مینے ہواں جو امر خوں کوائے

قبلہ دار صاحب فرمایا کرتے تھے جو انسان بھٹوں کا سیر ہوتا ہے، اسی خلق کے قریب ہوتا ہے چادر پھرے راستوں کے مسافر بہت جلد عشق حقیقی کی منزل کو پا جیتے ہیں کیونکہ وہ محبوب کے آداب سے خوب واقف ہوتے ہیں مزید فرمایا کرتے وہ ایک مکمل دینی مآند ہونے میں جس میں حق اور نیک پیمے سے موجود ہوتا ہے مرشد صرف اس کو ”گ“ دیکھتا ہے تو وہ روشنی دینے لگتے ہیں۔

پیر مرشد دار صاحب کی ہستی رہ حق کے سالکوں کے لئے جہان نور کی حیثیت رکھتی تھی ”پ“ فرمایا کرتے تھے کہ انسانی دل بھی بلب کی مانند ہوتا ہے جس طرح بلب کے اندر سے ہوا دیکھ سروس جاتی ہے تو یہ رنٹ“ نے سے روش ہوتا ہے۔ اسی طرح اثر میں سے ہوا، حق کو بحال ہوتا ہے تو یہ بھی روشنی بنے لگتا ہے۔ اس حقیقت کو میں محمد صاحب فرماتے ہیں

سے رب دل دیں اکھ ب دیو ساتے ہوا سے فضل حصوں

عاشق تا میں نظر میں سے یہ نیز سے یہ نوروں

قبلہ دار صاحبؒ کے ذکر کے ساتھ ساتھ میں مرحوم شفیق خان صاحب کا ذکر بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ قبلہ دار صاحبؒ سے میری ملاقات انہوں نے کراہی الی اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ پیر و مرشد کے ساتھ ساتھ شفیق خان صاحب کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ ترین مقام عطاء فرمائے شفیق خان صاحب کے لئے جب تک زندہ ہوں دعا کرتا رہوں گا میں نے ان سے وعدہ بھی کیا تھا، واصل جب سے خان صاحب نے میری پیر و مرشد دار صاحبؒ سے ملاقات کراہی الی اللہ تعالیٰ نے پیر و مرشد کی دعا سے نہیں، نگاہ سے میرے دل کی دنیا برباد کر رکھ دی میں سچ نکلا اس اوقات کو نہیں بھولنا سناؤں میں بہت تاربا، عطاء، صبر سے ویسوں کی کراہی میں ایسے تڑ کرے نکلا رہا مگر جب یہ دار واد میرے اپنے ساتھ ہوئی تو یقین کی یقین پیدا ہوئی عداوتیں مٹ جاتے ہیں

کوئی اندازہ کر سکتے ہیں کے زرباز کا

نگاہ ہر دوسن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

پیر و مرشد کا سرے مریدین کے ساتھ بیارہا ہے مگر میرے ساتھ جو محبت تھی، وہ اب بھی محبت تھی جب کافی دن عداوت کے بغیر گزر جاتے تو قبلہ دار صاحبؒ مجھے خوش فہم کرتے سنا ہی صاحب میرا دل اس ہے مجھے "رُمل حوالین" ایسے ہوتا کہ میں بھی قبلہ حضورؐ سے ملنے کے لئے چارہا ہوتا کبھی تنہا پور کے قریب اور کبھی چنڈی پور کے قریب۔

میں انٹر قبلہ حضورؐ سے ملنے وقت پہ وقت جاتا انٹر تو "پ" کے "ر" کا وقت ہوتا تو میں دروازہ کھلنے کا سرکار کھرا کر فرماتے خیال آپ کو بھی نہیں آتا، وقت سہی بھی تبدیل نہیں کرتا میں بھی یہ رہ کر انداز سے کہہ دیتا قبلہ حضورؐ محبت کے ہاتھوں بچو رہوں مضر، ایت بہت ہے جب بھی وقت ملتا ہے چلا آتا ہوں میری آخری ملاقات بھی پیر و مرشد سے مورچہ 23.06.2013 کو وقت 12:30 دوپہر کے وقت ہوئی۔ 23 جون کو صبح میں نے آپ کو فوں پہ قبلہ حضورؐ میں ملاقات کے لئے آجا چاہتا ہوں جواب آپ کی گری بہت زیادہ ہے

”جند آئیں موسم خوشگوار ہوتا ہے تو چلے“ تا میں نے ضد کی، باجس بہت دل یوں کہ ہوا  
 احازت لگئی جائے کی تیاری کر کے گھر سے نکلا تو ایک مہینہ آگیا اس کو ڈیل کرتے دن کے  
 گیارہ کا ٹائم ہو گیا مگر میں پھر بھی چلا گیا 12:30 پر مرزا پہنچا ہوا جاں کے پاس بیٹھا تھا تو اس  
 وقت لکھڑے سے چیر بھائی پوس صاحب بھی شریف لے آئے خوب پیار کی باتیں ہوتی رہیں قبلہ پیر  
 ، مرشد اراہمان نہایت آشربا کرتے تھے اس پر بھی گفتگو کا عنوان احترام اس میں ہی تھا۔  
 ہمارے مسئلہ کا مشورہ عالمگیر محبت سے۔ مجھے اثر ہوا جاں فرما دیا کرتے تھے مہدی صاحب  
 اگر موقع ملے تو جاؤ کسی سے گالیوں سن کر عا میں ہو، فقیر کی کامت میں مل جائے گی۔  
 کیونکہ یہ انبیاء کا نصب ہے آپ فرما کر تے بلند مقام حاصل کرے۔ کے لئے بہت بڑے حوصلہ  
 کی ضرورت ہوتی ہے جس چاہتے اسی طرح باجس باجس لکھنویوں مگر جذبات پر غم کر رہے ہیں

قرب خداوندی ہر مومن کا مقصد حیات ابدی ہے اللہ کی طرف اختیار ہے۔ یہ  
 محبت الہی کا نتیجہ اور عمل کا اثر ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں  
 کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا قرب حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک  
 انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ قرب خداوندی کا  
 مطلب بندے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھائی، رشتہ دار، رابطہ، تعلق، رحمت کا  
 پیدا ہونا ہے۔ جس بندے کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس قدر زیادہ محبت  
 ہوگی اس کی قدر و قرب خداوندی حاصل ہوگا۔

## انار، امراض قلب کا علاج

(ڈاکٹر سید زائر حسین رضوی)

سپ کے پیٹ میں پہنچنے والا نار کا ہر ایک انہ سپ کے قلب کے لئے شفا مند جاتا ہے۔ نار موہی پھل ہے، جو پاکستان میں کثرت ہوتا ہے۔ بطور تجربہ میں نے انار کے خشک دانے، صبح استعمال کئے۔ میں نے تقریباً ایک مٹھی انار دانے دسے۔ عرصہ پانی میں 10 منٹ جوش دے۔ اس کا جوشاندہ پیا۔ کیا اور بیٹیوں کو اچھی طرح چھوڑ کر چھان ریسیں میں درد یعنی جمع القلب (الجبنا) کے مریضوں کو ایک گلاس پانی مٹھتے سے پہلے خالی پیٹ پیئے کیسے ہا اور پھر اس کے حیرت انگیز اثرات و نتائج کا بھی مشاہدہ کیا۔ خشک انار دانے کے اس جوشاندے نے جادو کی طرح اپنا کام کر دکھایا، مریضوں نے اپنے سینے میں گھس، گھکی جو تھل پٹن اور درد کو اڑا کر چھوڑ دئے۔

اس تجربے سے مجھے حوصلہ دیا۔ چنانچہ میں نے انار دانے کے جوشاندے کو انجانا کے علاوہ خون کی رگوں کی تنگی و بندش اور اس کی وجہ سے قلب کو خون کی ناکافی فراہمی کے ان مریضوں کو بھی استعمال کر دیا جو قلب کے ہائی پریس سر جری کے منتظر تھے۔ میں نے انہیں بھی نہایت ناروا نئے کا نیم گرم جوشاندہ پیئے کا مشورہ دیا۔ اور ان سب نے قلب میں درد کی تکلیف کے علاوہ قلب کی تمام تکالیف کو غائب ہوتے محسوس کیا۔ ایک مریض نے جس کی خون کی رگ بند تھی اس جوشاندے کے بجائے ایک سانس تک روزانہ ایک گلاس

نازہ انارکارس چنے کا تجربہ کیا۔ اس کے استعمال سے ایک ہفتے کے اندر تمام علامات دور ہو گئیں۔ اس مریض نے اس استعمال کرنے کا سلسلہ یک سال تک جاری رکھا۔ جس کے نتیجے میں رکوں میں پگ (Giot) کے جگے ہونے کا سلسلہ مکمل طور پر بند ہو گیا اور بند رگیں نکھیں نکھیں، جس کا ثبوت این جیو گرافی سے بھی مل گیا، کیونکہ انارکارس کے نیم گرم جوشامہ سے روزانہ ایک انارکارس کے رس کا نہ منہ استعمال قلب کے مریضوں کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوا۔ مگر روزانہ ایک نازہ انارکارس منہ کھانے کے مقاصد میں انارکارس کے جوشامہ کے استعمال زیادہ شفاء بخش ثابت ہوا۔ اس سے خون پتل ہو گیا۔ اور مریضوں کو دوسرے سے بچات مل گئی۔ اس طرح خون میں ایل ڈی ایل یا مضرت قلب کوئی شریڈل کی سطح کم ہو کر مفید قلب کوئی شریڈل (سی ڈی ایل) کی سطح بڑھ گئی۔ امراض قلب کی 50 سے زیادہ اقسام عام ہیں۔ ان میں قلب کی شریڈل کی بندش اور تنگی یا وہ مہلک ثابت ہوتی ہے، جس کے منفی اثرات خواتین اور مردوں پر یکساں پڑتے ہیں۔ بعض ملکوں میں یہ تکلیف دونوں ہی کیلئے مہلک ثابت ہوتی ہے۔ ان ملکوں میں اس مرض کا کوئی علاج نہیں ہے۔ قلب کے کئی مریضوں نے میرے مشورے سے روزانہ ایک گلاس انارکارس کا حوش بندہ پی کر نہ صرف اپنے قلب کے امراض سے نجات پالی ہے، بلکہ انہیں روزانہ نازہ انارکارس آدھا گلاس پیے یا ایک پورا نازہ انارکارس ہمارے منہ کھانے سے پہلے مرتبہ حقیقی معنوں میں مرض سے اتفاق محسوس ہوا ہے۔ امراض قلب کے علاج میں یہ پھل موثر اور مفید ثابت ہوا ہے۔ قلب کیلئے مفید دیگر غذاؤں میں بھی اثرات و خواص موجود ہیں، جن میں نازہ کشش، بچی

(ناشپاتی کی شکل کا ایک پھل) امروہ، خشک آلو بخارے اور قد رتی سرکہ وغیرہ شامل ہیں۔  
اسی طرح گرپ فروٹ کے رس میں شہد ملا کر اور نہاد منہ قلمی کے پتوں، کاسنی کے پتوں اور  
برہمقدار میٹا اور یگانہ (OREGANO) کے پتوں اور لاہوری نمک کے عشوق کا  
استعمال (بشرطیکہ مریض جلد پر بشر سے محفوظ ہو) مفید ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مریض کا  
کھانا سب کے تیل میں تیار کرنے کو بھی قلب کے امراض کیلئے موثر قرار دیا جاتا ہے۔  
یہ لکھتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ امراض قلب کا علاج صرف سرجری کو قرار دیا گیا  
ہے۔ کیونکہ یہ ایک نفع بخش کاروباری حیثیت اختیار کر گیا ہے، لیکن اس سے ان امراض کا  
خاتمہ نہ ہو سکا۔ وٹا پریشن مردہ بھی لیس تو اکثر کی دنگ منہج مورہ جاتی ہے، لیکن انار  
رانے کے استعمال سے صحت قلب یقینی ہو جاتی ہے۔ مریض کا خون تیز ہو جاتا ہے اور اس  
میں موجود گھٹیاں یا ٹھکے (Colts) تحلیل جاتے ہیں۔

اس طرح شرابی نہیں گھسی اور لکڑی ہو جاتی ہیں اور خون پوری روانی سے گردش  
کرنے لگتا ہے اور رکوں کی خشکی کی شکایت ختم ہونے پر مریض بالکل صحت مند فراہم  
رہدگی گزارتا ہے۔ ایک معالج کی حیثیت سے یہ میرے تجربات و مشاہدات ہیں، جن کا  
مسند برسوں پر محیط ہے۔ میں پورے یقین کے ساتھ فارمانے کے استعمار کو کافی  
امراض قلب قرار دیتا ہوں۔ روزانہ ایک انار آپ کو ہر قلب سے دور رکھتا ہے۔ انار رکھیں  
اور پھر اس کے حیرت انگیز فوائد حاصل کیجئے۔

سید عاشق حسین مرتضیٰ بخاریؒ سے حضرت عبداللہ درخشاںؒ کا مکالمہ

(راوی: تاج کبیر شاہ شجاع آباد)

سید عاشق حسین مرتضیٰ بخاریؒ خواجہ عبدالکیم انصاری صاحبؒ کے ہاتھ پر بیٹھ تھے اور قبلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تھے انہوں نے بتایا کہ کراچی میں قیام کے دوران 1967 میں ایک مرتبہ پھر کی نماز پڑھنے کیلئے گئے۔ آپ مسجد کے صحن سے گزر رہے تھے کہ دو جوانوں نے آپ کے اوپر آکر کہا:

”آپ سے آواز سی مگر یہ نہ سمجھا کہ مجھے بلا رہے ہیں۔“ بارہ آواز آئی ”اگر آپ کے ابھر آؤ“ آپ نے مڑ کر دیکھا تو ایک برنگ سے شاد کیا اپنی طرف بدیا۔ آپ کی طرف آگئے یہ برنگ مولانا عبداللہ درخشاںؒ تھے جو مسجد میں پیسے مریدیت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب بھائی جاں عاشق حسین مرتضیٰ شاہ صاحبؒ ال کے پاس پہنچے تو مولانا عبداللہ درخشاںؒ نے وہ گیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”اللہ کے بندے خود کو دیکھ کر غلطیوں کے کام کاغذ میں مشغول ہوتے ہیں مگر ان کے دل اللہ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔“ یہ گیت سن کر بھائی جات مجھ گئے کہ یہ اہل دل برنگ ہیں جنہوں نے پاس اتفاق کرتے دیکھ کر بلایا ہے۔ مولانا عبداللہ درخشاںؒ نے یہی طبع ہوئے

”اگر آپ کے اکبر، ام ہے تمہارا“

”آپ سے جواب دیا ”عاشق“

مولانا عبداللہ درخشاںؒ نے کہا:

”عاشق کہاں کے رہے ہو لے ہو“

جواب دیا ”ملتان سے تعلق ہے“

کوئی ہونے ”ملتان واس سے آگے نہیں رہتے ہو“



جواب ملے ”شجاع آہا میں رہتا ہوں“

”دورہ فرما جا“ شجاع آہا جاس سے آگے نہیں رہتے ہو۔“

جواب ملے ”چھوٹا سا قصیدہ سوڑ لے۔ اس کا بیڑہ اٹھوں“

جناب مولانا عبداللہ درخشاہی نے اسے دو چار مریدیت کے نام سے جو سوزی کے

گردنوں میں رہتے تھے اور پوچھا ”نہیں جائے ہو“ بھائی جاہ عاشق حسین مرتضیٰ ان میں سے ایک کا کچھ نئے تھے۔

”دورہ مولانا عبداللہ درخشاہی سے سوال کیا۔

”عاشق کس کے مرید ہو؟“

جواب ملے ”حضرت خواجہ عبدالحکیم اسرار کی صاحب نام مرید ہوں۔“

پوچھا ”نہ اپنا سہہ بیڑا لے ہیں؟“

جواب ملے ”ہو رہا ہوں رہتے ہیں“

”دورہ پوچھا ”نہ عاشق تمہیں تکی ویرہ دہنی سے بیعت ہوئے؟“

جواب ملے ”چھ ماہ“

یہ جواب ملے تھا کہ مولانا عبداللہ درخشاہی ”ایک دم چھ“ کے اور کہی

”چھ ماہ؟“

بھائی جاہ عاشق حسین مرتضیٰ نے جواب دیا ”جی“۔

جناب مولانا عبداللہ درخشاہی صاحب نے اسی وقت آنکھیں بند نہیں اور تھوڑی سی جیر

مراقبہ دیکھ کر آنکھیں کھول کر فرمایا۔

”عاشق تمہارے مرشد وقت کے سلطنت میں ہمارے مرید ہیں یہ سب میں یہ

حرطے سے ہیں۔“

ایکے بعد مولانا عبداللہ درخشاہی نے پوچھا

”عاشق! تمہارے کمر پر یہ ہاتھ کس کا ہے؟“

اس بات پر دند بچھ ملے اور پوچھا: ”کوہا ہا بھ؟“

مولانا عبداللہ درخواستی سے فرمایا

”تمہاری کمر پر ہاتھ کائنات ہے۔ بہت مضبوط ہاتھ ہے۔“

آپ سمجھ گئے کہ مولانا عبداللہ درخواستی کس ہاتھ کے نشان کی بات کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوا۔ اس موقع پر آپ رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں سر گئے۔ حضور نے کریم ﷺ نے آپ کی کمر پر ہاتھ پناہ مست مبارک رکھا تھا۔

مولانا عبداللہ درخواستی نے اس ہاتھ کے نشان کیا کیا۔

حاضر میں مولانا عبداللہ درخواستی سے یہ کہ

”عاشق! ہم تمہیں تھوڑے سے ہیں۔“

مولانا عبداللہ درخواستی کے پاس تعویذات تھے۔ انہوں نے ایک تعویذ کا احوال اس

کے کافی سے فضائل بیان کیے۔ فضائل میں کرنے کے بعد یہ تعویذ یہاں جان عاشق حسین مرتضیٰ کو دے دیا۔ مریدین جو اس موقع پر موجود تھے ان میں سے کئی آوازیں آئیں ”قبلاً حضور! مجھے بھی قبلاً حضور! مجھے بھی۔“

مولانا عبداللہ درخواستی نے پانچ چار تعویذات نکالے اور ایک ایک کر کے آگے بڑھے

ہوئے ہاتھوں میں تھما دیا۔

اسی طرح دوسرا تعویذ نکالا۔ اس کے کافی فضائل بیان کیے اور پہلے تعویذ کی طرح یہ

بھی یہاں جان عاشق حسین مرتضیٰ کو دے دیا اور یہ باقی مریدین کو بھی اسی طرح دیا۔ دوسرے تعویذ کے ساتھ بھی پہلے دوسرے تعویذ کا معاملہ ہوا۔

## ٹھہرتا نہیں کاروان وجود

(واصف علی واصف)

اس کائنات میں کوئی وجود ہمیشہ کے لئے ایک جگہ پر موجود نہیں رہ سکتا۔ ہر چیز بدلتی جاتی ہے۔ ہر لمحہ دوسرے حالات کو راستہ دے کر رخصت ہو جاتا ہے۔ مائنس کی آری بستی کے صدیہ دار دوست کو کافی چل جاتی ہے اور آخر کار انساں ہر عمل سے بے گناہ ہو کر ماضیوم دنیا کی طرف رخصت ہو جاتا ہے۔ یہ بھیجیں جا رہا ہے۔

کائنات کا روءِ رواں اپنا مقام بدلتا ہے۔ حالتیں بدلتی ہیں۔ حال بدلتے جاتے ہیں۔ معمم بدل جاتے ہیں۔ ہر شے میں ہمہ وقت تغیر رونما ہوتا رہتا ہے۔ ہمہ جا تبدیل ہوتی ہیں قیام کی خواہش ہی انسانی زندگی کا طرک اختیار ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ یہاں اس دنیا میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ قیام کا مطالبہ نہیں۔ اس سے پہلے بھی ہر ادب کا فلسفہ اس بحث ہے کہ اس سے ترسے اور اپنے بعد ہر ایسا چھوڑ گئے۔ انسان چاہتا ہے کہ اسے بھی جانا ہے لیکن وہ جانے سے پہلے کوئی کام ایسا کرنا چاہتا ہے، جو اس کے نام سے منسوب رہے۔ وہ مکان بنانا ہے۔ اس میں رشتہ دار اور قانون لگانا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد خود اندھیروں میں چھو جاتا ہے۔

ہمہ حال فی ثانیہ والے پرہیزگار عالم نے ہر شے میں بے اختیار پیدا فرما کر تسخیر بھیجی ہے۔ ہر جہاں حسن ہر امر رنگ کے ساتھ وجود الفرد ہے۔ کتاب فطرت کا ایک ایک ورق رنگ۔ نور سے مزین ہے۔ زمین خوشبو سے مہکتی ہے۔ کبھی ہوا اپنی گردش میں مست نظر ہوتا ہے۔ ہر طرف جو ہے وہی جلو ہے ہیں۔ حلقہ قدرت نامہ کے مظاہر بظہیر اور بشتین ہیں۔

سورج کو کیجیں اپنی آمد سے پہلے ہی جلوہ راسوتا ہے صبح کا ادب ہو یا صبح صادق نور کا پرتو ہے سورج کی روشنی میں تحریک ہے۔ صبح کی کرن سے پھول کھلتے شمع ہوتے ہیں۔ سورج لگتا ہے تو میں زندگی لگتی ہے۔ ہر ذی جہاں حمد و ثنائے خالق کسروں میں صرف نظر آتا ہے۔

زندگی بظاہر رستی ہے۔ انسانی فکری طور پر ہوتی ہے اور پورا منظر نامہ حسن کے لباس میں ہیں لکشی داستانیں بیان کرتا ہے۔

صبح کی روشنیوں کو دیکھ کر، رام میں سانس لیتی ہیں اور بیکر دوپہر، سہ پہر اور شام اور پھر ملکوت شام، سب آوازیں ن موٹ ہو کر شروع ہو جاتی ہیں۔ تلاش میں سرگرداں ہو جاتے ہیں۔ شبنم میں: ابھی آتے ہیں اور اس طرح سورج اپنے جلوے کھینچتا ہوا رخصت ہو جاتا ہے۔ رات چاند ساروں کے حسن سے راستہ دکھا کر غفلت سے طلوع ہوتی ہے۔ ایک نئے قسم کا چہرہ نظر آتا ہے۔ دل محنت سے ہموار ہوتے ہیں۔ رات کے مسافر کی منزلوں کی طرف دیاں ہوتے ہیں۔ کارا اہ: جو ہی حالت میں گھبراتا نہیں ہے ہمہ حال حکم ہمہ حال گردش ہر لمحہ دنیا میں ہر لمحہ الوکھی داستان۔ رات کی محفل روح کی محفل ہے۔ لکشی دنیا ہوتی ہے۔ ستارے چمکتے ہیں اور انسان کے ذہن: عالم میں خدائے روشن ہوتے ہیں۔ سورج: جو دنیا کی حرکات میں رہتا ہے اور رات کی حرکات میں رہتا ہے۔ چاند کی راتوں سے دھڑکتا ہے۔ ہونے والی طبعیت ہر رے میں۔ چکر چاند کی طرف پکلتے ہیں اور پکلتے ہی رہتے ہیں۔ منور نہیں رہے۔ تب بھی ہمت پست نہیں ہوتی۔ حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ راتوں کو تعمیر جاری رہتا ہے۔ ہوائیں ہند کے تھلے لاتی ہیں اور انسان کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔

اس کائنات میں کوئی سارا، کوئی سپرہ ہمہ حال ایک حال پر نہیں رہتا۔ موسم ایک حال میں نہیں رہتے۔ ابھی گرمی تھی ابھی برسات ہے، زمین خشک تھی اب جل چکی ہے۔ خشک مٹی کا موسم اور پھر بیابان کے زمانے، ابھی کھیتی چاندی کے ایک ستاروں کی طرح اپنے راستوں سے گزرتے ہیں اور کبھی مسند میں برتنوں کو ڈال لے جاتے ہیں۔ اس کائنات کا مزاج متبدل ہے۔ تعمیر ہی احوال حیات ہے۔ موسموں کو خوشی، انکسار، سکھ ہے، ہوائی ذات خود ہی ہمہ رنگ نیرنگ ہے۔ مرد ہو، عورت ہیں تو زندگی غار اور پتھر کا ہوں میں چھتی ہے۔ اے اور ہر طرف باری کے منظر بڑے دلچسپ ہیں۔ غفلت کبھی نصرت سنا ہے اور کبھی غفلت پہنکا ہے۔ مچا کئی ہے۔ پھر، پھر

ریزہ ہو جاتے ہیں۔ ڈر لے آتے ہیں۔ زمین کے اندر خفی تو میں اظہار کرتی ہیں اور رزہ حب کی ہیبت سے جہاں کانپ جاتا ہے۔ ملکوں اس کا رخا ہے میں ناممکن سے ہر شے تیزی سے بدل رہی ہے۔ عروج و زوال کی داستان سے یہ زندگی۔ اس میں کوئی حالت عیشہ رہ نہیں سکتی کبھی خوبی اور عمل کے بغیر عزت اور عروج ملتے ہیں، کبھی حاجی اور بداعمالی کے بغیر ہی دولت اور زوال سے دوچار ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب حالت ہے، زندگی کے مزاج میں قائم رہنا ناممکن نہیں اس میں کچھ نہ کچھ ہونا ہی رہتا ہے۔

انسان ہنستا ہے، خوش ہوتا ہے، دہائی زندگی پرما کرنا ہے اور اسی دوران کسی ماحول میں ہے اس کی ہنسی سوؤں میں بدل جاتی ہے۔ خوشی دھنسی ہو کر غم دے جاتی ہے، انسان حس حالت پر فخر کرتا ہے ان حالت پر افسوس کرنے لگتا ہے مبارک دینے والے تعزیت کرنے لگتے ہیں یہ تغیرات ہیں ہر آدمی کے سر پر کپڑے بڑا ہے۔ کون کس سے تعزیت رہاں دیا میں ٹھہرنے کا کام ہی نہیں مسلسل تبدیلی مسلسل تغیر، ہمہ حال، یہاں اس میں کوئی قرا نہیں کوئی اماں نہیں، انسان کسی پر بیٹھا بیٹھا بوڑھا ہو جاتا ہے۔ عمل ذکر۔ تقویٰ بھی عمل جاری رہتا ہے۔ یہ بچپن کل کی بات تھی، بزرگیاں۔ بھیس کو کہہ کر، بے گزر گئے۔ بوس گزر گئے۔ اس ہی قانون ہے ہر حال بزرگ جاتا ہے۔ ہر چہ وہ رخصت ہو جاتا ہے ہر لحظہ بدل جاتا ہے۔ بچپن گیا، جوانی سلی سن نہ سہائی۔ ہر حال چلی گئی۔ کسے "کیوں" میں اسے ہی نے والی شے جاتی ہے جوانی اور بوڑھاپے میں فرق نہیں رہتا۔ مستقبل نا خیال رہتا انسان جو ہے اور اگر صرف ماضی ہی پر ہی جاتی ہو تو انسان بوڑھا ہے۔ پوزے نہات کے پاس مستقبل کے منصوبے نہیں ہوتے۔ صرف ماضی کی حسرتیں ہوتی ہیں۔

انسان سحر کا آغاز کرتا ہے اس کے پاس کتنے ہی راستے ہوتے ہیں جو راستہ چاہے اختیار کر لے۔ وہ "ہستہ" ہستہ راتے ترک کرتا جاتا ہے اور پھر ایک صبح اسے غموں ہوتا ہے کہ اس

کے پاس صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ اس کی زندگی لامحدود مکانات سے محدود ممکن میں داخل ہوتی ہے۔ ہر انسان کے ساتھ یہ ہوتا ہے۔ کشادہ سڑکیں کم ہوتے ہوئے تنگ گلی تک جاتی ہیں اور یہ تنگ گلی ایسی سے انسان مزید بھی نہیں نکلتا۔ وہ جس نہیں جاسکتا۔ اس زندان مجبورانہ انسان کے رہ جاتا ہے

پھیلے ہوئے خیالات، پھیلے ہوئے پرگرام، پھیلے ہوئے سماں سب سمٹ جاتے ہیں۔ ہر حال بدل جاتا ہے۔ ہر محی یا محی ہے اور آخر کار قہر توں انسان بے بسی کو تسلیم کر جاتا ہے۔ اور موسم بدلے بدلتے "خیزی موسم" آ جاتا ہے جس کے بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ آخری لاپس ہے زندگی کا۔ یہ کاجات ہر حال میں بدلتی ہے اس ایک چنگی ہے کہ چل رہی ہے۔ یہیں رہی ہے زندگی کو اور جسم سے رہی سے نئی زندگی کو۔ رنگ مٹے سے اس اور رنگ مٹنے سے۔ ایک رنگ جڑ عیشہ قائم رہتا ہے وہ ہے اللہ کا رنگ اس کا علاوہ ہر شے بدل جاتی ہے۔ لیکن اللہ کا رنگ و شمس اللہ کی تابانیوں کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ کائنات بدلتی ہے اور کائنات تقید بیاب عطاء کرے وہ قائم و دائم ہے جس کا قوس۔ وہ بے جھوس میں باقی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر تبدیلی ہر تغیر بیخامختار ہے ہر رنگ عارضی ہے۔ ہر اختیار بے ہی ہے ہر حاصل محرومی ہے ہر ہونا نہ ہونا ہے۔ ہم سے کوئی ہماری عمر پوچھتو ہم زری ہوئی عمر بتا دیے میں جواب دے پائیں سے اس کو شمار کرتے رہتے ہیں۔ جو خرچ ہو گیا اسے مٹتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہماری اصل عمر تو وہ ہے جو باقی ہے۔ انسان سمجھتا نہیں تبدیلیوں کے عارضے میں بیٹا انسان اور انسان کی زندگی اگر مرد پیشانی کا خاتم سب عارضی اور فانی ہے۔ یہ قائمہ شہر نہیں نکلتا۔ ہر ذرہ ڈپ رہا ہے اور مر رہا ہے۔ تعمیر کوہ درمات سے لیکن یہ مٹا بھی خیر ہے۔ اصل مٹا اس کے لئے ہے جو ذات ذوالجلاں والا کرم ہے۔ باقی سب وہم و خیال کی بدلتی ہوئی شخص سے۔ باقی سب آرائش، جمال کائنات کا حسن ہے لیکن یہی کائنات کا راز ہے اور یہ راز یوں آشکار ہوتا ہے کہ اس سمجھ جاتا ہے کہ

اول و آخر فنا باطن و ظاہر فنا

## اُمت مسلمہ کو آج باطنی اصلاح کی ضرورت ہے

(مرسلہ محمد قاسم قادیانی - لشکرِ بانی حق میڈیا سروس)

”اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت مختلف صورتوں سے ہو رہی ہے اور اُمت کی اصلاح کی جدوجہد اور تہذیبیں ہو رہی ہیں۔“ جس کے نتیجے میں اللہ کے فضل و کرم سے ظاہری صورتیں مثلاً وضعِ مطہر، حج، نماز، رکوع، روزہ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ردہ ہو رہے ہیں، لیکن اعمال کی راجح و باطنی اصلاح کے بغیر اللہ تعالیٰ کا تعلق نصیب نہیں ہوتا اور سماج کی حقیقت اور قدر یہ نہیں ہوتی۔ اور درگاہِ دین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ پورے دین میں داخل ہو جائے۔ مسلمانوں کی اعانت اور امداد دین کی پہنچ سے وابستہ ہے۔ حج حال کا امر ہے کہ مسلمان اپنی روحانی قدریں پیچھا میں تاکہ میں روحانی طاقت قبول نصیب ہو جائے اور یہ دنیا کے قریب میں ایسا کونہ چھوڑیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

”اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور حالوں کو دیکھتا، بندہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔“

نو قلب رب العالمین کے نظر فرمائے کہ تمام ہے اس شخص پر تعجب سے جو اپنے چہرہ کا اہتمام نہ کرے جو مخلوق کے دیکھنے کی چیز ہے، اس کو دھونا، گندگیوں اور میل سے صاف کرنا اور حتیٰ اوتار اس کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرنا ہے، مگر مخلوق کی عیب پر مطلع ہوا، اپنے اس قلب کا اہتمام نہیں کرنا جو رب العالمین کے نظر کرم فرمانے کا مقام ہے، کسی عیب اور سران، گندگی اور حققت کو اس میں نہ دیکھے، بلکہ اس کو گندگیوں اور برائیوں میں ڈالے رکھتا ہے، اگر مخلوقات میں سے کوئی اس کو دیکھے لے تو اس سے علیحدہ اور جدا کی اختیار کر لے، اور اس کو چھوڑ دے۔

قلب ایسا بادشاہ اور رئیس سے سلطنت اور فرمانہ داری کے قابل ہے اور تمام اعضاء انسان اسکے تابع اور ماتحت ہیں، لہذا جب مقبوض میں صلاحیت پیدا ہوگی تو تابع میں بھی مقبوض پر ظاہر ہوگی اور جب بادشاہ راہ راست اختیار کریگا تو اس کے رعایا خود راہ راست پر آجائے گی اور

اس چیز کو نبی کریم ﷺ کا ارشاد بخوبی بیان کر دیتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

”بدن میں کیشٹ کا ایک ٹکڑ ہے، جب وہ درست ہو تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور  
بھڑاب ہو تو سارا بدن بھڑاب ہو جاتا ہے، ہوشیار رہو کہ وہ قلب ہے۔“

اگر کوئی چاہتا ہے کہ دل مثل آئینہ ہو جائے دل چیزیں دل سے نکال دے، حرص، امل  
(نمید، غصب، دروغ، کذب، جھوٹ، غیبت، بھل، حسد، ریا، کبر، عیب، اور چاہتا ہے کہ قرب الہی  
حاصل ہو تو جو چیزیں اپنے اندر پھیر کر وجہ، شکر، قناعت، علم، یقین، تقویٰ، بخشش، توکل اور رضا، ترسیم۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ قلب ایک قلعہ ہے اور شیطان دشمن ہے یہ وہ چاہتا ہے  
کہ قلعہ میں اٹل ہو اس پر قبضہ کر لے۔ دشمن سے قلعہ کی حفاظت تب ہی ہو سکتی ہے کہ اس کے  
دروازوں کی حفاظت کی جائے اور تمام گزرگاہوں کو پھانسیا جائے، جو شخص حفاظت سنا نہ جانتا ہو وہ  
حفاظت بھی نہیں کر سکتا، چنانچہ وہ اس شیطان سے دل کی حفاظت سنا، احب ہے، جب تک شیطان  
گزرگاہوں سے واقف نہ ہو تب تک شیطان کو رو نہیں کر سکتا اس نے اس گزرگاہوں کا علم حاصل  
کرنا، جب سے اس دروازوں سے گاہ ہونا چاہی، احب ہے، سبکی نہ نہ کی صفات ہیں مثلاً  
۱۔ غصب، شہوت، غصب تو عقل پر چٹائی اثر کی طرف سے جب عقل کمزور ہو تو شیطان شکر حمد  
۲۔ رہوتا ہے اور جب انسان غصہ مانتا ہے شیطان اس کے رجب سے اپنا نعل کھینچتا ہے، حبیب،  
بچے گیدہ سے بھینچتے ہیں۔

۲۔ حسد و حرص، اہل دنیوں کی وجہ سے انسان ہر چیز کا حریص بن جاتا ہے، یہ چیزیں سے الگ  
اور اندھا بن جاتی ہیں۔ اب شیطان کو موقع ملتا ہے حرص کے وقت، دھوکہ دینا، تک پہنچ جانا ہے  
چاہے کس قدر زہر آلود روپیہ جانی کا کام ہو۔

۳۔ میر ہو رکھنا، اگر چہ دل اور پاک ہو اس لئے میر ہو کر کھسے سے شہوت کو قوت حاصل  
ہوتی ہے اور یہ شیطان کے ہتھیار ہیں۔

۴۔ عکاس، دل اس آئینہ کے ساتھ عزت اٹھاتا کہنا، جب انسان کے دل میں اس کاغذ



دیکھتا ہے تو اس کو یزحمانا ہے، وہ ہمیشہ مکان بنانے، اس کی چھتیں، دیوار بچانے اور عمارت کو وسیع کرنے میں لگائے رکھتا ہے، اسکے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ تیری عمر بہت لمبی ہوگی، جب وہ ان کاموں میں گھر گیا تو اب دوبارہ اس کے پاس اسے آنے کی ضرورت نہیں رہتی، اب بعض کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اسی حالت میں مر جاتے ہیں وہ شیطان کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں، خواہشات کے مطیع ہوتے ہیں، اس سے انجام خراب ہونے کا بھی ڈر ہوتا ہے۔

دنیا دار الایمان ہے، یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس کو ہم اپنی مرضی کے مطابق نہیں کر سکتے، مگر ہر کام میں دیکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟ اور حضور ﷺ کا کیا طریقہ ہے؟ زندگی موت ہے اور موت زندگی کی ابتداء ہے جو اصل اور ابدی ہے، لہذا اس دنیا میں انسان کی بادی زندگی سنوارنے کیلئے یہ طریقے ہیں اول دل اور دماغ۔

دل جسم کا بادشاہ ہے، اگر وہ سنور گیا تو پورا جسم یا کیسے پوری زندگی سنور گئی اور اگر وہ خراب یا فاسد ہو گیا تو پوری زندگی خراب ہو جائے گی۔ دل کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے، دل احساسات کی کائنات ہے، دل مسکن الہی ہے۔ انبیاء کرام، اولیاء کرام نے ہمیشہ لوگوں کے دلوں پر محنت کی۔ دل میں اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی غیر کو محبت کی نسبت، خوف کی نسبت، تمہید اور یقین کی نسبت نہیں دیکھنا چاہئے۔ ایمان دل کی کیفیت کا نام ہے اور جسم سے اس کا اطاعت الہی کی صورت میں ظہور ہوتا ہے۔ ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں: "جس طرح رات دن کا فرق ہے اسی طرح نور و ظلمت کا فرق ہے۔ نور حقیقی کے ظاہر ہو جانے کے بعد (یعنی اپنے اعمال آ جانے کے بعد) رات اور دن کے فرق کی طرح دین اور دنیا کا فرق معلوم ہوگا۔ دن کی روشنی اعمال میں کامیابی دکھاتی ہے اور صراط مستقیم کا راستہ دکھاتی ہے۔ سورج کی روشنی بغیر محنت آ جانے کی، لیکن اعمال دکھانے والی روشنی محنت سے آتی ہے اور جب یہ روشنی نصیب ہوگی تو پھر مطلوب حاصل ہوگا مومن اس روشنی کے حصول کے بعد مکرات کے قریب نہیں جائیگا، جو کام کرے گا مرضی مولا کی خاطر کرے گا، اگر کسی کو دوست بنائے گا تو اسی کی مرضی مطلوب ہوگی اور اگر کسی کو دشمن سمجھے گا تو بھی اسی کی رضا کیلئے۔"

## درس عبرت (خلیفہ عزیز الحسن مجذوب)

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سونے  
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے  
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے  
جو محسوس تھے وہ کل اب ہیں نکلے  
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے  
یہ عبرت کی خواہ ہے، تماشا نہیں ہے

پلے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے  
کیسے ہو گئے اڑاں کس کیسے کیسے  
ہوئے ماسور پستان کیسے کیسے  
وہیں کھا گئی نوچواں کیسے کیسے  
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے  
یہ عبرت کی خواہ ہے، تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا  
اسی سے سکند رساقا تاج بھی ہارا  
ہر اک لے کے کیا کپڑا سر پہ دھارا  
پڑا وہ گیا سب کی ٹھاٹھ سارا  
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے  
یہ عبرت کی خواہ ہے، تماشا نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلا پایا  
جوانی نے پھر تجھ کو بھٹکایا  
بڑھاپے نے پھر آگے کیا کیا ستلایا  
اجل میرا کردے گی بالکل ستلایا  
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے  
یہ عبرت کی خواہ ہے، تماشا نہیں ہے

ہر کچھ کو ہم نے بہتوں سے پالا  
ہو نہ بہت نرالی، ہو فیشن نرالا  
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرتے دالا  
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا  
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے  
یہ عبرت کی خواہ ہے، تماشا نہیں ہے

## بانی سلسلہ عالیہ توحید یہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

قرن اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال و انحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک کے کرنے کا عملی طریق، سلوک کا حاصل اور سلوک کے اوقات ایمان، حکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا عمل و نفع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور الچی کا سفر، اسلامی عبادات، احکامات، اور اخلاقی آیات کے امرا و مولانا اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھولے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



کتاب بانی سلسلہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرماتے آئیں اور ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک و تصوف میں ذالی تجربات، سرمد کی تلاش کے دن سالہ دور کا حال۔ زوال و امت میں امراء و علماء و صوفیاء کا کردار، علماء و صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف غفلت اور بیدار کے اثرات اور تصوف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحید یہ کے قیام سے فقیری کی راہ کی فکر آسان ہوئی۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحید یہ کا آئینہ ہے۔ اس میں سلسلے کی عظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں حکم بند کر دیا ہے۔ اس میں دو مقام اور دو اذکار اور احوال و اشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیے ہیں جس پر عمل کر کے ایک سالہ دلائل حقایق کی محبت، حضورؐ کی، لقاء و معرفت حاصل کر سکتا ہے۔



وحدت الوجود کے موضوع پر یہ تحقیقی کتاب نہایت ہی اہم و استوار ہے۔ مصنف نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں۔ حضرت محمد و آلہ اطہاؑ کا نظریہ وحدت الوجود انسان کی بقا و ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ وحدت الوجود کو ہم دیکھ رہے ہیں اور روحانی سلوک کے دوران بزرگانِ عظام کو وہ جاننے والی فلاح پہنچاں۔





# مکتبہ توحید یہ کی مطبوعات

## مقصود حیات

مصنف: محمد صدیق ڈار توحیدی (شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ)  
یہ کتاب شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کے سالانہ خطبات پر مشتمل ہے۔ جو انہوں نے سلسلہ توحیدیہ کے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے۔ اس میں تصوف کی تعلیمات کو قرآن کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ تصوف اسلام اور قرآن سے باہر کی کوئی چیز نہیں بلکہ یہ عین قرآن کے احکامات کا نام ہے اور قرآن جس طرح کے بندہ مومن کی تصویر پیش کرتا ہے وہ بلاشبہ ایک سچے صوفی کا ہی روپ ہے۔ قرآن پاک کے حقیقی پیغام کو آسان پیرائے میں سمجھنے کیلئے یہ کتاب سالکانِ راہِ حق کیلئے ایک نعمت غیر معترقبہ ہے۔



## فرمودات فقیر

مرتب: میاں علی رضا

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالغلام انصاری اور آپ کے دوست اور محسن رسالہ اور محمد حنیف خان کی سوانح حیات کیساتھ اس کتاب میں قبلہ انصاری صاحب کی مجالس کا تذکرہ اور اپنے مریدوں کو مختلف اوقات میں لکھے ہوئے خطوط شامل کئے گئے ہیں۔

قبلہ حضرت کی مجالس میں بیان کیے گئے چھوٹے چھوٹے واقعات نہایت سبق آموز اور راہ سلوک کے مسافروں کے علاوہ عام قارئین کیلئے بھی یکساں دلچسپی کا باعث ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے جوابی خطوط میں بھائیوں کیلئے دینی ادنیٰ اونی اور روحانی مشکلات کے حل کا سامان موجود ہے۔ نہ صرف ان کیلئے جن کو یہ خطوط لکھے گئے بلکہ اب بھی ہر پڑھنے والے کیلئے فائدے کا سبب ہیں۔



Reg: CPL - 01

Website [www.tauheediyah.com](http://www.tauheediyah.com)